مشاہدات

10 تقاریر

بابت

"متاعِ آسمانی"

یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

39

ابوسعید حنیف احمد محمود

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ
اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَٰبِدُونَ

(البقرہ:139)

10 تقاریر

بابت

”متاعِ آسمانی“

یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“

39

ابو سعید حنیف احمد محمود

رابطہ کرنے کے لیے

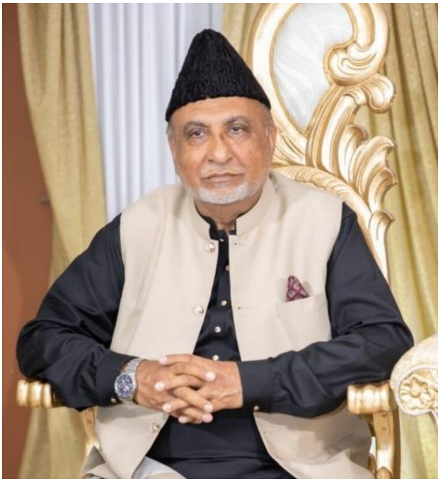

ای میل ایڈریس: hanifahmadmahmood@hotmail.com

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

”متاعِ آسمانی“ کے اسٹیج پر پہلا قدم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ”مشاہدات“ کے پلیٹ فارم سے مختلف عناوین کے تحت 1200 سے زائد تقاریر تیار ہو کر نہ صرف ویب سائٹ www.mushahedat.com پر اپلوڈ ہو چکی ہیں بلکہ 25 تعلیمی و تربیتی مواضیع پر تقاریر کی 38 کتب بھی منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ان آن لائن مطبوعات سے مشاہدات کی ویب سائٹ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور **”متاعِ آسمانی“** کے نام سے 10 تقاریر کا مجموعہ مشاہدات کی 39 ویں کاوش ہے۔ الحمدللہ۔ اللھم زد فزد

مجھے ایک دفعہ مشاہدات سے استفادہ کرنے والے ایک دوست نے فون کر کے دریافت کیا کہ گو تقاریر لکھنا اور اُن کو فارمیٹ کر کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنا اپنی ذات میں بہت مشکل کام ہے لیکن مَیں بعض اوقات سوچتا ہوں کہ آپ اتنی بڑی تعداد میں تقاریر کے عناوین یا مواضیع کہاں سے اخذ کرتے ہیں اور یہ عناوین ہوتے بھی منفرد اور پُر کشش ہیں۔ مَیں نے اس پر حمدِ الٰہی اور شکرِ الٰہی ادا کیا اور کہا کہ

ع سب تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

اِس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ تقاریر یا مضامین کے عناوین کی تلاش یا انتخاب گو آسان کام نہیں ہے تاہم لکھنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی مدد، رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ کی دعا پڑھنے اور درود شریف دوہرانے سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا رہا کہ مشاہدات کے خیر خواہ، کرم فرما اور اِسے پسند کرنے والے جب فون پر مجھ سے گفتگو کرتے ہیں، اپنے اسٹیٹس پہ کوئی میسج چسپاں کرتے ہیں یا واٹس ایپ کرتے ہیں یا کوئی حوالہ، تحریر بھجواتے ہیں بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات بھجواتے ہیں یا خاکسار کے زیر مطالعہ رہنے والی کتب سے، تقاریر کے عناوین کا چناؤ کرتا ہوں۔ عناوین اور تقاریر زیادہ تر علمی ہوتی ہیں، تربیتی ہوتی ہیں اَور اصلاحی ہوتی ہیں۔ جیسے اس پیش لفظ کی تحریر کے دوران ایک Vlog میں

اینکر کے الفاظ ”برداشت، انسانیت اور سوسائٹی کی معراج ہے“ مشاہدات کا عنوان بن گیا اسی طرح حاملِ ہذا کتاب مُسمّٰی **”متاعِ آسمانی“** کے انتخاب کی یہ وجہ بنی کہ میرے ایک قریبی برخوردار رائے اطہر احمد سلمہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر رہنمائی چاہی۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

خاکسار نے رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ دُعا پڑھ کر جب اس پر غور کیا تو بہت سے مضامین ذہن میں گردش کرنے لگے تاہم **”متاعِ آسمانی“** پر ذہن اٹک گیا اور بے شمار امور ذہن و دماغ میں جگہ پانے لگے جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے تقاریر میں ڈھلتے گئے اور 10 تقاریر تیار ہو کر ویب سائٹ پر اپلوڈ ہونے کے بعد کتابی شکل اختیار کر کے ”مشاہدات“ کے پلیٹ فارم پر موجود ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

عزیزم فضل عمر شاہد آف لٹویا نے اس کتاب کا خوبصورت ٹائیٹل تیار کیا ہے۔ ان تقاریر کو کتابی شکل عزیزم زاہد محمود نے دی ہے۔ عزیزم سعید الدین احمد اور عزیزم عامر محمود کی کاوش سے یہ کتاب ویب سائیٹ پر اپلوڈ ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے۔ اس کے علاوہ جن احباب و خواتین کا تعاون اس کتاب کی تیاری میں شامل رہا ان میں مکرم منہاس محمود۔ جرمنی، مکرم تمثیل احمد، مکرم جہانزیب قریشی۔ بیلجیئم، مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی اور مسز بقعۃُ النور عمران۔ جرمنی شامل ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

مکرم بشیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ تحریر فرماتے ہیں:

”مشاہدات نے ماشاءاللہ ہر سال یوم خلافت پر نیا مواد پیش کیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ان تمام کاوشوں میں بے شمار برکتیں نازل فرمائے۔ آمین“

مکرمہ نصرت قدسیہ صاحبہ فرانس سے تحریر کرتی ہیں:

"ماشاءاللہ، مشاہدات کی سب تقاریر نہایت علمی اور تحقیقی ہوتی ہیں۔ جن سے ہمیشہ ہی بوقت ضرورت فائدہ اٹھایا ہے۔جزاکم اللہ خیراً کثیراً فی الدنیا والآخرۃ"

خاکسار

ابوسعید حنیف احمد محمود

مربّی سلسلہ حال برطانیہ

(شاہد۔ عربی فاضل)

(سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ والفضل آن لائن لندن ونائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

07/جولائی2026ء

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

ای میل: hanifahmadmahmood@hotmail.com

تقاریر کے حوالے سے چند باتیں

1. خاکسار نے جو تقاریر تیار کیں وہ سات سے آٹھ منٹ دورانیہ کی ہیں اس میں نیت یہ تھی کہ جماعتی و ذیلی تنظیموں کے تربیتی و تبلیغی اجلاسات میں پڑھی جاسکیں۔

2. جہاں تک مقابلہ جات کی تقاریر کا تعلق ہے ان میں ان تقاریر کو ذرا مختصر کر کے حسب پروگرام کی جاسکتی ہیں کیونکہ چھوٹی تحریر کو بڑا کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے جبکہ بڑی یا لمبی تحریر بآسانی مختصر کی جاسکتی ہے۔

3. بعض دوست جب کسی عنوان کے تحت تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان کو وہ تقریر عنوان کی قدرے تبدیلی سے جب بھجوائی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ وہ عنوان تو نہیں ہے جبکہ عنوان تبدیل کر کے اگر وہی تقریر کر دی جائے تو وہ عین درست ہوتا ہے جیسے آنحضورؐ کا عفو کا مقام اور آنحضورؐ اور غصہ نہ کرنے کی تعلیم۔

4. تقریر کرتے وقت صاحب صدر یا سامعین کو مخاطب کرتے موقع و محل کو مدنظر رکھنا چاہئے کیونکہ صاحب تحریر کے مدنظر بھائی اور بہنیں دونوں ہوتی ہیں۔ اس طرح مخاطب ضمیر بھی بدل جائے گی۔

5. اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ تقریر خود تیار کرنے کی کوشش کیا کریں۔ اس سے کتب بینی کا بھی موقع میسر آتا ہے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی بھی توفیق ملتی ہے۔ عنوان کو ذہن میں رکھ کر درود شریف اور دعائے قرآنیہ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ بار بار پڑھیں۔ اپنے خدا سے مدد مانگیں اور اگر ممکن ہو تو صدقہ بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ مضمون سلجھا دے گا اور تقریر لکھنے میں الٰہی مدد و نصرت بھی ملے گی۔

یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

1۔ جماعت احمدیہ و ذیلی تنظیموں کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں
2۔ تقاریر سیرت و شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
3۔ 100 تقاریر برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ بر موقع صد سالہ جوبلی
4۔ 52 علامات 52 تقاریر بابت پیشگوئی مصلح موعود
5۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ (جلد اول)
6۔ 30 دروس بابت رمضان المبارک 2024ء (حصہ اول)
7۔ 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت (حصہ اول)
8۔ 25 تقاریر بابت انفاق فی سبیل اللہ
9۔ 65 تقاریر برائے انصار اللہ
10۔ 20 تقاریر بابت محرم الحرام
11۔ 25 تقاریر بابت اہل بیت رسولؐ اور اُن کا مقام و مرتبہ
12۔ 50 تقاریر بابت سیرت و شمائل حضرت محمد ﷺ (حصہ دوم)
13۔ 70 تقاریر برائے خدام الاحمدیہ
14۔ 50 تقاریر بابت قرآن کریم (حصہ اول)
15۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (حصہ اول)
16۔ 60 تقاریر بابت افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ (حصہ اول)
17۔ 40 تقاریر بابت افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ (حصہ دوم)
18۔ 20 تقاریر بابت فلسفہ دُعا اور اس کی حقیقت
19۔ 30 دروس بابت رمضان المبارک 2025ء (حصہ دوم)
20۔ 30 تقاریر بابت رمضان المبارک 2025ء (جلد اول)

21۔ 50 تقاریر بر موقع یوم مسیح موعودؑ 2025ء (جلد دوم)

22۔ 50 تقاریر بر موقع یوم خلافت 2025ء (حصہ دوم)

23۔ 10 تقاریر بعنوان صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

24۔ 20 تقاریر بعنوان صحبتِ صالحین

25۔ 50 تقاریر بابت سیرت و شمائل حضرت محمد ﷺ (حصہ سوم)

26۔ 30 تقاریر بابت قولِ سدید و قولِ زور

27۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (جلد دوم)

28۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (جلد سوم)

29۔ 50 تقاریر برائے نَونہالانِ جماعت

30۔ "مشاہدات" کی مالا کے 1000 موتی

31۔ 50 تقاریر بابت اخلاقیات (جلد چہارم)

32۔ 50 تقاریر بابت وجودِ باری تعالیٰ (جلد اول)

33۔ 25 تقاریر بابت عہدِ بیعت، شرائطِ بیعت اور ہم

34۔ 30 تقاریر بابت رمضان المبارک 2026ء (ارشادات، افاضات، فتاویٰ و فقہی مسائل)

35۔ 75 تقاریر بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی احبابِ جماعت کو پند و نصائح

36۔ 25 تقاریر بعنوان اسلامی اصطلاحات کی اہمیت، افادیت اور برکات (حصہ اول)

37۔ 5 تقاریر بابت دیکھو! کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

38۔ "مشاہدات" کی مالا کے 1200 موتی

39۔ 10 تقاریر بابت "متاعِ آسمانی"

زیر ترتیب کتب

1۔ 10 تقاریر بابت جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات

2۔ 20 تقاریر بابت ایمان کی 70 شاخیں

3۔ 50 تقاریر بابت عبادات

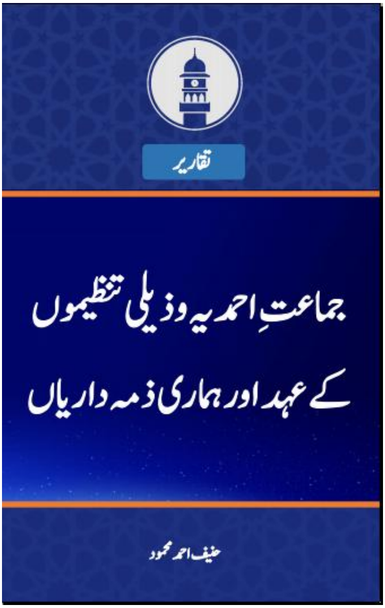
تقاریر
جماعتِ احمدیہ و ذیلی تنظیموں
کے عہد اور ہماری ذمہ داریاں
حنیف احمد محمود

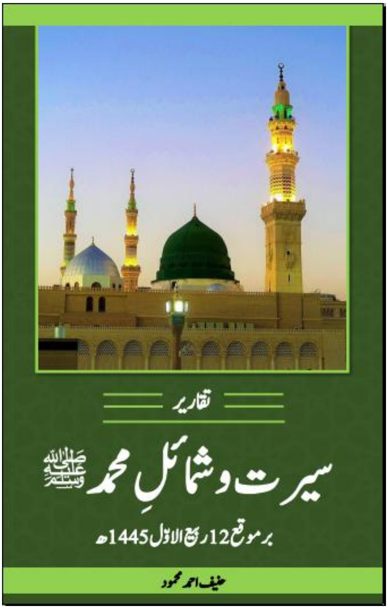
تقاریر
سیرت و شمائلِ محمد ﷺ
بر موقع 12 ربیع الاوّل 1445ھ
حنیف احمد محمود

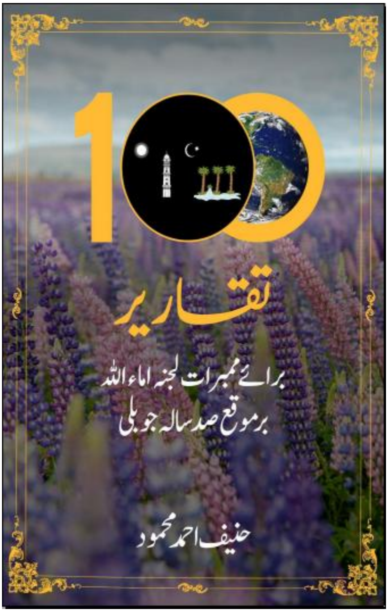
100
تقاریر
برائے ممبرات لجنہ اماء اللہ
بر موقع صد سالہ جوبلی
حنیف احمد محمود

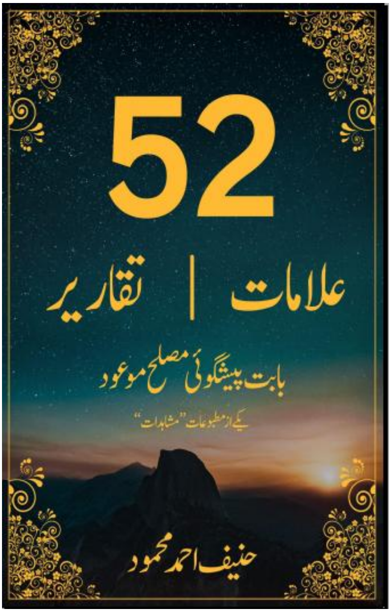
52
علامات | تقاریر
بابت پیشگوئی مصلح موعود
یکے از مطبوعات "مشاہدات"
حنیف احمد محمود

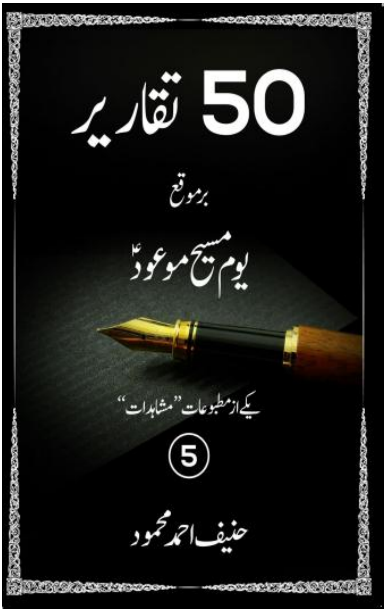
50 تقاریر
برموقع
یوم مسیح موعودؑ
یکے از مطبوعات "مشاہدات"
5
حنیف احمد محمود

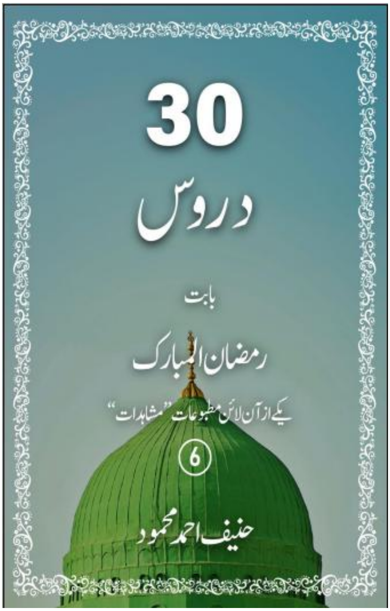
30
دروس
بابت
رمضان المبارک
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
6
حنیف احمد محمود

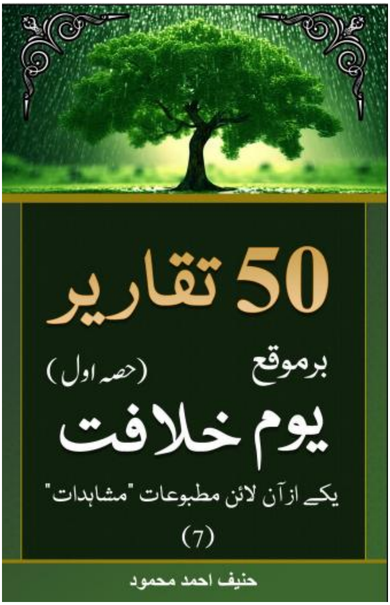
50 تقاریر
برموقع (حصہ اول)
یوم خلافت
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
(7)
حنیف احمد محمود

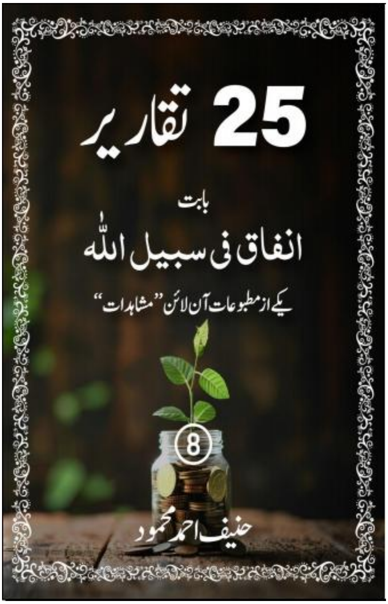
25 تقاریر
بابت
انفاق فی سبیل اللہ
یکے از مطبوعات آن لائن "مشاہدات"
8
حنیف احمد محمود

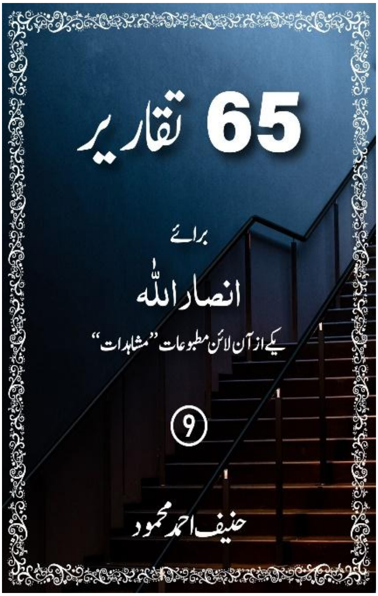
65 تقاریر
برائے
انصار اللہ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
9
حنیف احمد محمود

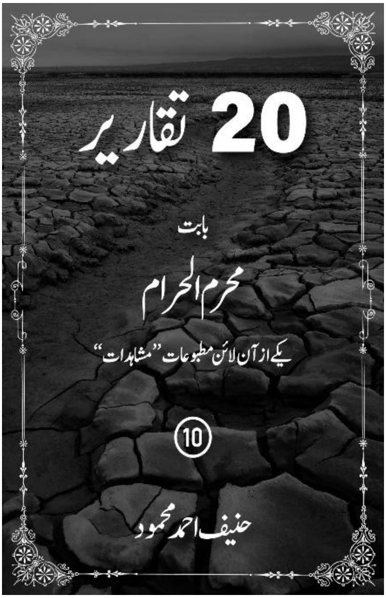
20 تقاریر
بابت
محرم الحرام
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
10
حنیف احمد محمود

25 تقاریر
بابت
اہلِ بیتِ رسولؐ اور اُن کا مقام و مرتبہ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
11
حنیف احمد محمود

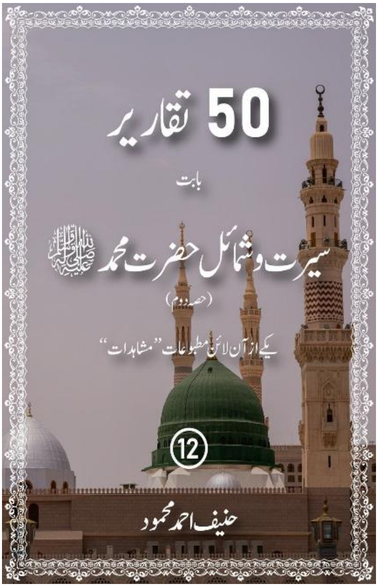
50 تقاریر
بابت
سیرت و شمائل حضرت محمد ﷺ
(حصہ دوم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
12
حنیف احمد محمود

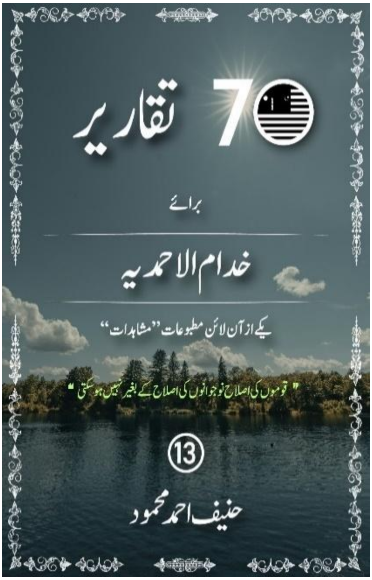
70 تقاریر
برائے
خدام الاحمدیہ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
13
حنیف احمد محمود

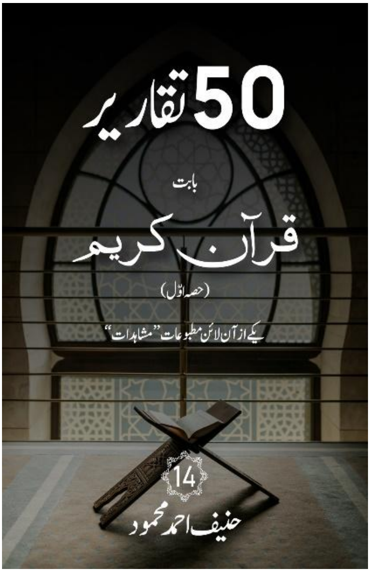
50 تقاریر
بابت
قرآن کریم
(حصہ اوّل)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
14
حنیف احمد محمود

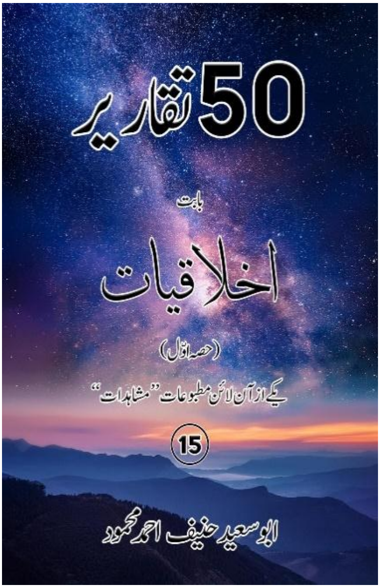
50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(حصہ اوّل)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
15
ابوسعید حنیف احمد محمود

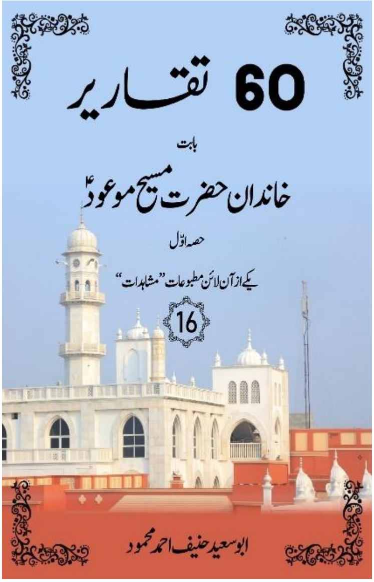
60 تقاریر
بابت
خاندان حضرت مسیح موعودؑ
حصہ اوّل
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
16
ابوسعید حنیف احمد محمود

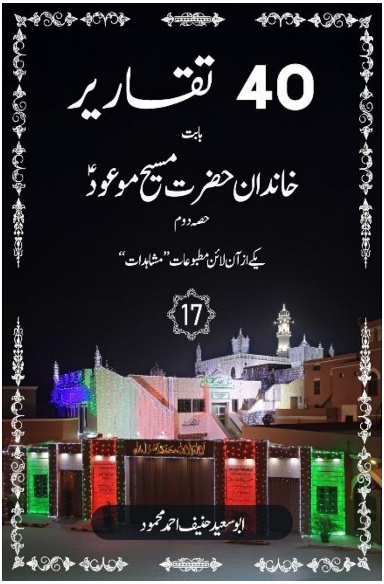
40 تقاریر
بابت
خاندان حضرت مسیح موعودؑ
حصہ دوم
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
17
ابوسعید حنیف احمد محمود

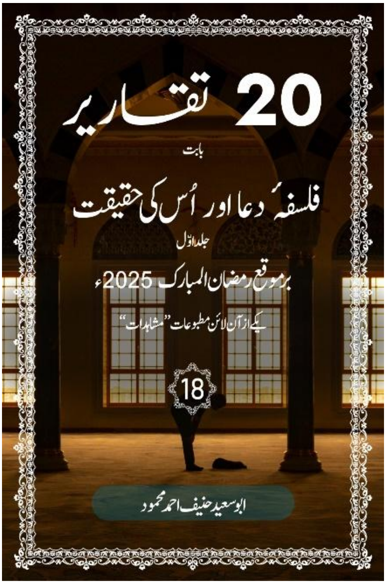
20 تقاریر
بابت
فلسفۂ دعا اور اُس کی حقیقت
جلد اوّل
بر موقع رمضان المبارک 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
18
ابوسعید حنیف احمد محمود

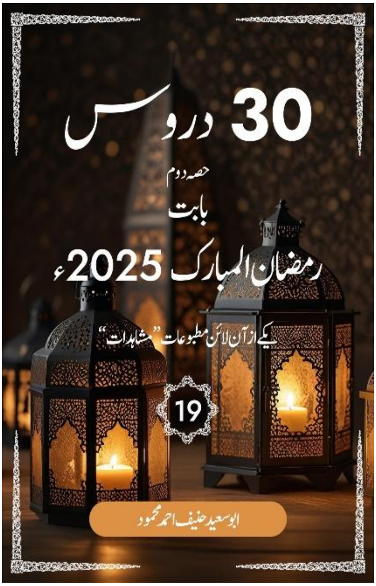
30 دروس
حصہ دوم
بابت
رمضان المبارک 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
19
ابوسعید حنیف احمد محمود

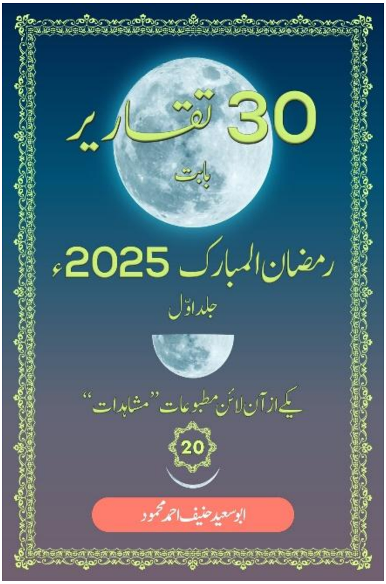
30 تقاریر
بابت
رمضان المبارک 2025ء
جلد اوّل
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
20
ابوسعید حنیف احمد محمود

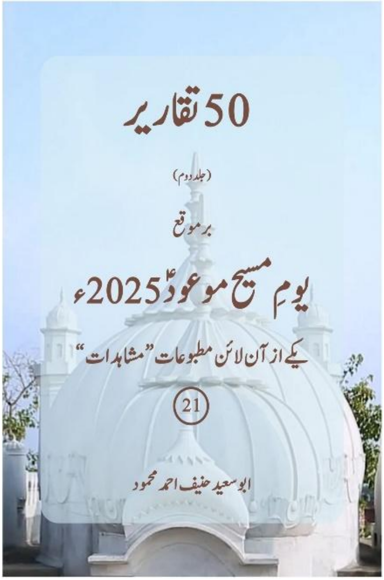
50 تقاریر
(جلد دوم)
بر موقع
یومِ مسیح موعودؑ 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
21
ابوسعید حنیف احمد محمود

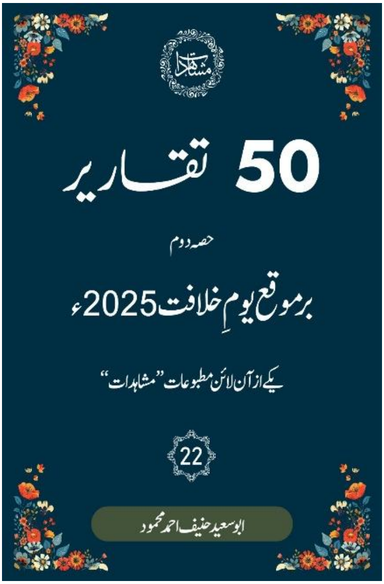
مشاہدات
50 تقاریر
حصہ دوم
برموقع یومِ خلافت 2025ء
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
22
ابوسعید حنیف احمد محمود

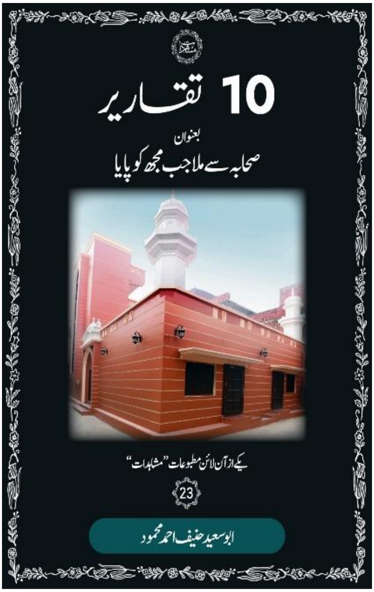
10 تقاریر
بعنوان
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
23
ابوسعید حنیف احمد محمود

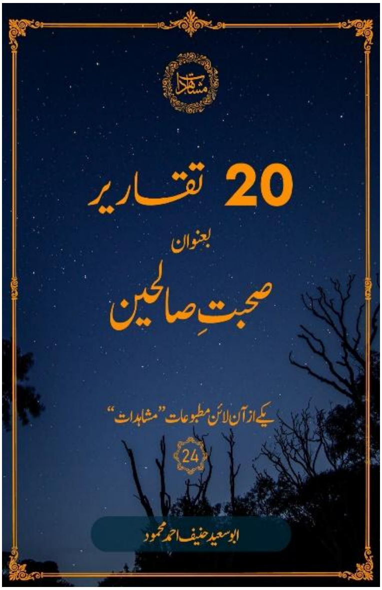
مشاہدات
20 تقاریر
بعنوان
صحبتِ صالحین
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
24
ابوسعید حنیف احمد محمود

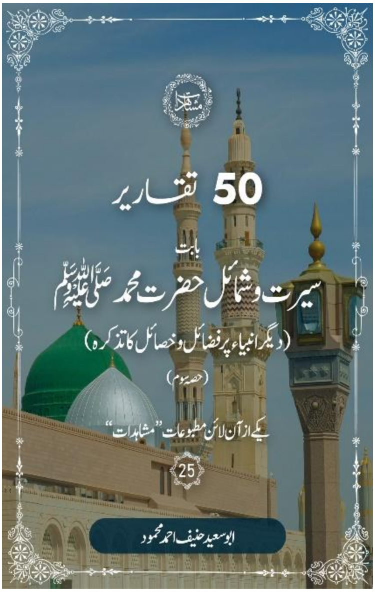
50 تقاریر
بابت
سیرت وشمائل حضرت محمد صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(دیگر انبیاء پر فضائل وخصائل کا تذکرہ)
(حصہ سوم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
25
ابوسعید حنیف احمد محمود

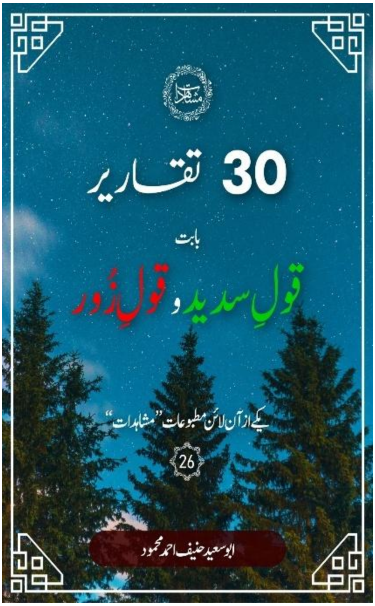
30 تقاریر
بابت
قولِ سدید و قولِ زُور
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
26
ابوسعید حنیف احمد محمود

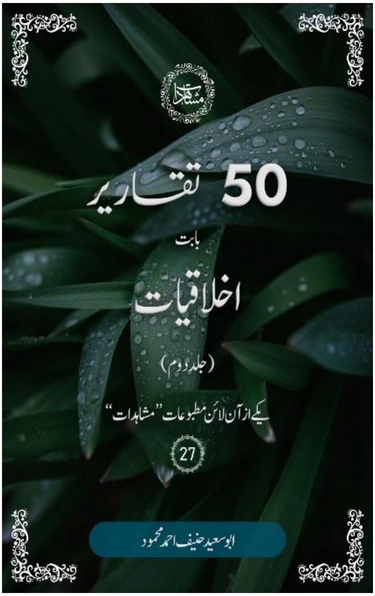
50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(جلد دوم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
27
ابوسعید حنیف احمد محمود

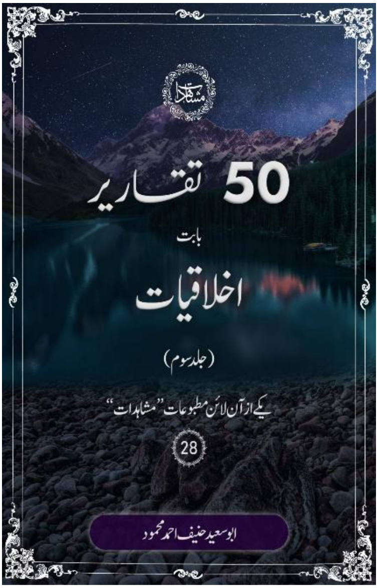
50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(جلد سوم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
28
ابوسعید حنیف احمد محمود

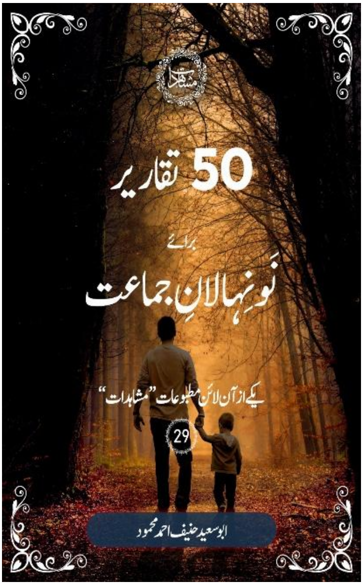
50 تقاریر
برائے
نونہالانِ جماعت
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
29
ابوسعید حنیف احمد محمود

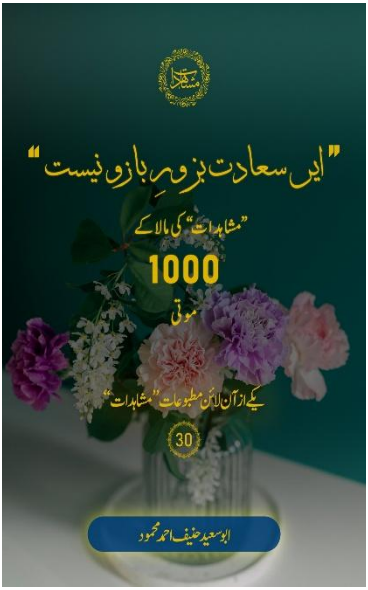
"ایں سعادت بزورِ بازو نیست"
"مشاہدات" کی مالا کے
1000
موتی
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
30
ابوسعید حنیف احمد محمود

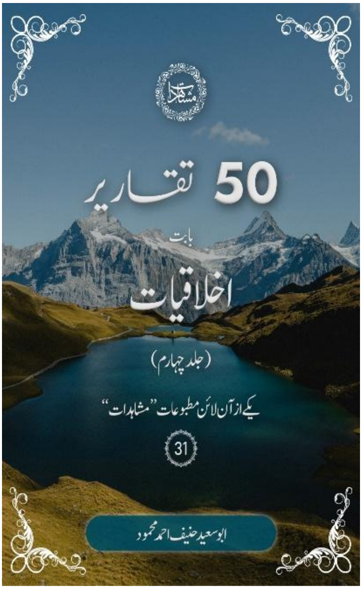
50 تقاریر
بابت
اخلاقیات
(جلد چہارم)
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
31
ابوسعید حنیف احمد محمود

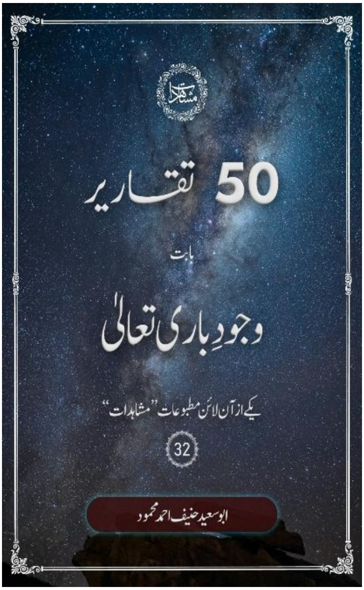
50 تقاریر
بابت
وجودِ باری تعالیٰ
یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"
32
ابوسعید حنیف احمد محمود

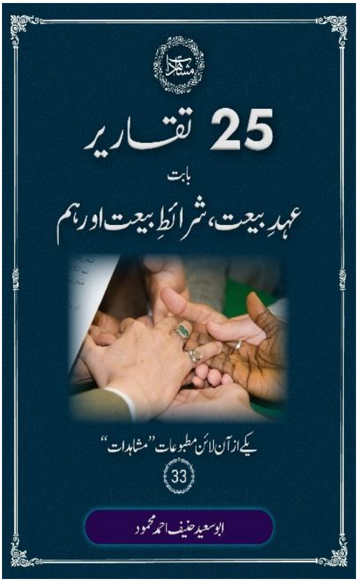
مشاہدات
25 تقاریر
بابت
عہدِ بیعت، شرائطِ بیعت اور ہم
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
33
ابوسعید حنیف احمد محمود

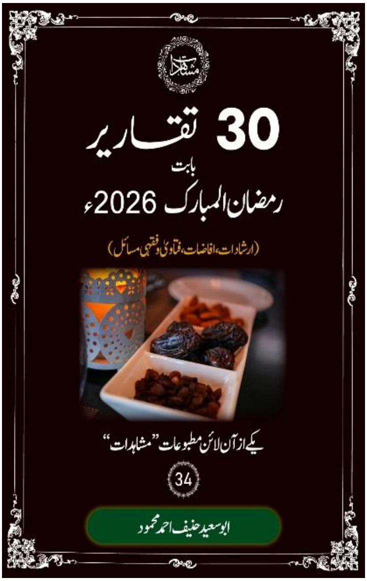
مشاہدات
30 تقاریر
بابت
رمضان المبارک 2026ء
(ارشادات، افاضات، فتاویٰ وفقہی مسائل)
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
34
ابوسعید حنیف احمد محمود

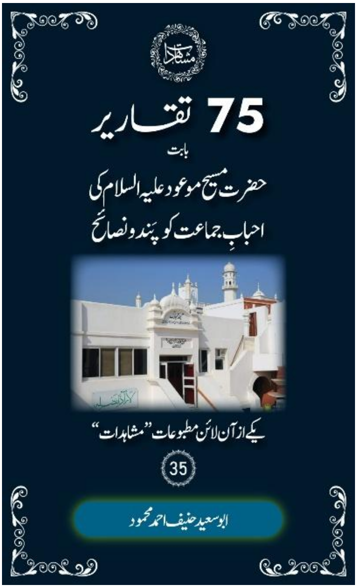
مشاہدات
75 تقاریر
بابت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
احبابِ جماعت کو پند و نصائح
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
35
ابوسعید حنیف احمد محمود

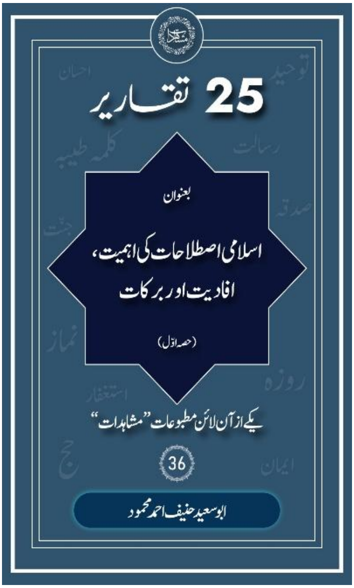
مشاہدات
25 تقاریر
بعنوان
اسلامی اصطلاحات کی اہمیت،
افادیت اور برکات
(حصہ اول)
یکے از آن لائن مطبوعات ”مشاہدات“
36
ابوسعید حنیف احمد محمود

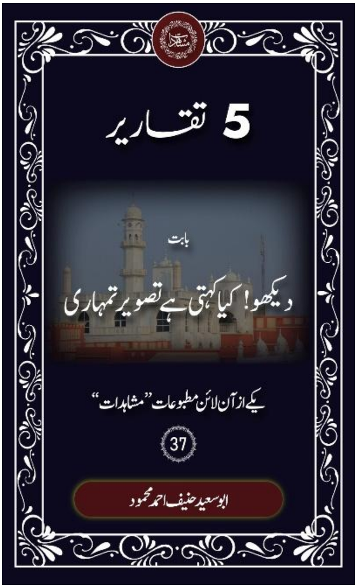

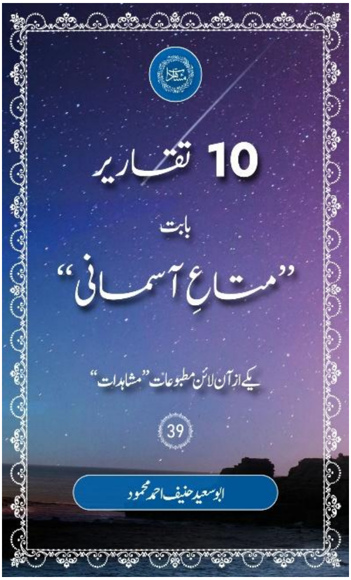

10 تقاریر

بابت

جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات

یکے از آن لائن مطبوعات "مشاہدات"

40

ابوسعید حنیف احمد محمود

محفوظ قلعے میں داخل ہونے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اگست 2024ء میں یہ تحریک فرمائی کہ بڑی عمر کے افراد **200 مرتبہ**، 15 سے 25 سال کے افراد **100 مرتبہ** یہ دعائیں پڑھیں اور چھوٹے بچوں سے والدین **3، 4 دفعہ** دہرائیں

Hazrat Khalifatul Masih V (may Allah be his helper) instructed in his Friday Sermon on August 23rd, 2024, that adults should recite these prayers **200 times**, individuals aged 15 to 25 should recite them **100 times**, and parents should repeat these prayers with young children **three or four times**:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر۔

Holy is Allah, worthy of all praise and greatness. O Allah, bestow Your blessings upon Muhammad and the people of Muhammad.

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

100 times daily | 100 دفعہ ورد کریں

میں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

I seek forgiveness from Allah, my Lord, for all my sins and turn to Him.

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

100 times daily | 100 دفعہ ورد کریں

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

My Lord, everything is subservient to You! Protect me, help me, and have mercy on me.

ویب سائیٹ: www.mushahedat.com

فون نمبر: +44 73 7615 9966

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 28 دسمبر 2025ء کو فرمایا:۔

"جنہوں نے شرائط بیعت اپنے گھروں میں سامنے نہیں لگائیں وہ اب لگالیں جن سے پتہ لگتا رہے کہ شرائط بیعت کیا ہیں اور پڑھنے سے اپنی اصلاح بھی ہوگی"

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اول:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہواوہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 28 دسمبر 2025ء کو فرمایا:۔

" جنہوں نے شرائط بیعت اپنے گھروں میں سامنے نہیں لگائیں وہ اب لگالیں جن
سے پتہ لگتا رہے کہ شرائط بیعت کیا ہیں اور پڑھنے سے اپنی اصلاح بھی ہوگی "

Conditions of Initiation (Bai'at)

I. That he/she shall abstain from Shirk (association of any partner with God) right up to the day of his/her death.

II. That he/she shall keep away from falsehood, fornication, adultery, trespasses of the eye, debauchery, dissipation, cruelty, dishonesty, mischief and rebellion; and will not permit himself/herself to be carried away by passions, however strong they might be.

III. That he/she shall regularly offer the five daily prayers in accordance with the commandments of God and the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him); and shall try his/her best to be regular in offering the Tahajud (pre-dawn supererogatory prayers) and invoking Darood (blessings) on the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him); that he/she shall make it his/her daily routine to ask forgiveness for his/her sins, to remember the bounties of God and to praise and glorify Him.

IV. That under the impulse of any passions, he/she shall cause no harm whatsoever to the creatures of Allah in general, and Muslims in particular, neither by his/her tongue nor by his/her hands nor by any other means.

V. That he/she shall remain faithful to God in all circumstances of life, in sorrow and happiness, adversity and prosperity, in felicity and trial; and shall in all conditions remain resigned to the decree of Allah and keep himself/herself ready to face all kinds of indignities and sufferings in His way and shall never turn away from it at the onslaught of any misfortune; on the contrary, he/she shall march forward.

VI. That he/she shall refrain from following un-islamic customs and lustful inclinations, and shall completely submit himself/herself to the authority of the Holy Quran; and shall make the Word of God and the Sayings of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) the guiding principle in every walk of his/her life.

VII. That he/she shall entirely give up pride and vanity and shall pass all his/her life in humbleness, cheerfulness, forbearance and meekness.

VIII. That he/she shall hold faith, the honor of faith, and the cause of Islam dearer to him/her than his/her life, wealth, honor, children and all other dear ones.

IX. That he/she shall keep himself/herself occupied in the service of God's creatures for His sake only; and shall endeavor to benefit mankind to the best of his/her God-given abilities and powers.

X. That he/she shall enter into a bond of brotherhood with this humble servant of God, pledging obedience to me in everything good, for the sake of Allah, and remain faithful to it till the day of his/her death; that he/she shall exert such a high devotion in the observance of this bond as is not to be found in any other worldly relationship and connections demanding devoted dutifulness.

(Translated from Ishtehar Takmeel-e-Tabligh, January 12, 1889)

www.mushahedat.com | hanifahmadmahmood@hotmail.com | +44 7376 159966

انڈیکس

نمبر شمار	مشاہدات	عنوان	صفحہ
1	1225	”متاعِ آسمانی“ (اللہ تعالیٰ) (تقریر نمبر 1)	1
2	1226	”متاعِ آسمانی“ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) (تقریر نمبر 2)	11
3	1227	”متاعِ آسمانی“ (قرآنِ کریم) (تقریر نمبر 3)	20
4	1228	”متاعِ آسمانی“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) (تقریر نمبر 4)	32
5	1229	”متاعِ آسمانی“ (خلافت علیٰ منہاج النبوۃ) (تقریر نمبر 5)	43
6	1230	”متاعِ آسمانی“ (صحابہ رضوان اللہ علیہم) (تقریر نمبر 6)	55
7	1231	”متاعِ آسمانی“ (انعامات الٰہی و شکر خداوندی) (تقریر نمبر 7)	63
8	1232	”متاعِ آسمانی“ (اطاعت و فرمانبرداری) (تقریر نمبر 8)	71
9	1233	”متاعِ آسمانی“ (حرص و شوقِ مالِ فانی) (تقریر نمبر 9)	79
10	1234	”متاعِ آسمانی“ (تربیتِ اولاد) (تقریر نمبر 10)	88

ضروری نوٹ

ہر مقرر یعنی تقریر کرنے والا تقریر کا آغاز درج ذیل تشہد سے کرے۔

تشہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

❁❁❁❁

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ / خطاب کے آغاز میں تشہد بھی پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس خطبہ / خطاب میں تشہد نہ ہو وہ یَدِ جَذْمَاء یعنی ایک ٹنڈے (کٹے ہوئے) ہاتھ کی مانند ہے۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح، باب اعلان النکاح، حدیث نمبر 3015)

﴿1﴾ ﴿مشاہدات۔1225﴾

"متاعِ آسمانی"

(اللہ تعالیٰ)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے - جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے معزّز سامعین! مجھے آج آپ حاضرین کے سامنے گفتگو کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر تفویض ہوا ہے جو مَیں تقریر کے آغاز پر قرآنی آیت کے بعد پڑھ آیا ہوں۔ ویسے تو اس شعر کے ایک ایک لفظ پر الگ سے تقریر لکھی اور کی جاسکتی ہے لیکن اس شعر کے الفاظ "متاعِ آسمانی" جاذبِ نظر اور دل کی گہرائیوں میں اُترنے والے ہیں اور تقریر کے آغاز پر یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس تناظر میں اور کس موقع و محل میں کہا ہے۔ اس سلسلہ میں جب مَیں نے درثمین اردو کنسلٹ کی تو اس شعر کو مَیں نے (حضرت مرزا) بشیر احمد (رضی اللہ عنہ)، (حضرت مرزا) شریف احمد (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت نواب) مبارکہ (بیگم رضی اللہ عنہا) کی آمین پر لکھے اشعار

میں پایا۔ جو 171 اشعار پر مشتمل ایک طویل منظوم کلام میں 141ویں نمبر پر ہے۔ جس کے سیاق وسباق یوں ہے۔

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال وامانی!
یہ سو سو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیوں کر ملے وہ یارِ جانی!
کہاں غربال میں رہتا ہے پانی

سامعین! اس شعر میں اور اس کے سیاق وسباق میں بہت سے مضمون زیر بحث آئے ہیں۔ اگر متاعِ آسمانی ہی کو لیں تو اس میں "اللہ تعالیٰ سے تعلق" ایک موضوع بن سکتا ہے۔ تمام انبیاء اور رُسُل بالخصوص سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم متاعِ آسمانی ہیں۔ تیسرے نمبر پر آسمانی کتاب "قرآنِ کریم" متاعِ آسمانی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کشوف اور خوابوں کو ہم روحانی پانی کا نام دے سکتے ہیں۔ نیز اس شعر میں حرص، لالچ اور مال اکٹھا کرنے کے شوق سے عدمِ دلچسپی کا مضون بھی شامل ہے۔ اگر پوری نظم کو دیکھیں تو شکرِ خداوندی، انعاماتِ الٰہی واخلاق فاضلہ کو اپنانے نیز اخلاقِ رزیلہ سے بیزاری کے علاوہ تربیتِ اولاد کا بھی ایک مضمون ہے جس پر اس نظم کے تناظر میں تقریر تیار ہو سکتی ہے۔ تاہم آج متاعِ آسمانی کے عنوان کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس سے عشق و تعلق کا مضمون بیان ہو گا مگر اسے بیان کرنے سے قبل اس شعر میں بیان الفاظ کے لغوی معنی جان لیتے ہیں۔

متاع – پونجی، اثاثہ، Assets کے علاوہ ایسے سامان کو بھی کہتے ہیں جو تجارت کے کام آئے اور منافع کا باعث بنے۔ اگر اس شعر پر غور کریں تو اوّل اس میں دنیوی مال ومتاع کا روحانی متاع سے تقابلی جائزہ لے

کر روحانی متاع کو اصل متاع قرار دیا ہے۔ جس کی طرف لفظ متاع کے یہ معنٰی عکاسی کرتے ہیں کہ ایسا سامان جو تجارت پر لگایا جائے تا منافع آسکے۔

سامعین! جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ آج کی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کی صفات کو متاعِ آسمانی کے طور پر ذکر ہو گا۔

اللہ، خالقِ کائنات کا ذاتی نام ہے جو انگنت صفات کا حامل ہے علمائے کرام و مفسّرین نے 104 صفات کو قرطاسِ ابیض کی زینت بنایا ہے یہ نام بہت خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (الاعراف: 181) یعنی اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزاء دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے لٹریچر میں بعض صفات الٰہی کا اضافہ فرمایا ہے جیسے کہ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (اٰل عمران: 55) یعنی کافروں نے ایک بد مکر کیا کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا اور خدا نے اُن کے مقابل پر ایک نیک مکر کیا کہ وہی نکالنا اُس رسول کی فتح اور اقبال کا موجب ٹھہرا دیا۔ پس خدا نے اس جگہ اپنا نام خیر الماکرین رکھا یعنی ایسا مکر کرنے والا جو نیک مکر ہے نہ بد مکر۔ اور کافروں کے مکر کو بد مکر قرار دیا۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن 23 صفحہ 116)

حضور علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"مجھے الہام ہوا۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

پھر چونکہ وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اسکے ناموں کا ورد کیا جاوے۔

يَا حَفِيْظُ۔ يَا عَزِيْزُ۔ يَا رَفِيْقُ

رفیق خدا تعالےٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالےٰ میں کبھی نہیں آیا"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 427۔ ایڈیشن 1988ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں 200 سے زائد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے حسن وجمال اور اُس کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر سورۃ الاخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کے الفاظ میں ملتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اظہار سورۃ البقرہ آیت 164 میں ان الفاظ میں کیا۔ وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان (اور) رحیم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِلٰہٌ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے۔ گویا اسلام کی یہ اصل محبت کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ جو توحید بُدوں محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے“

(ملفوظات جلد 03 صفحہ 187 ایڈیشن 1984ء)

دُنیا میں ہر چیز کا جوڑا ہے وہ اس کا محتاج بھی ہے ماسوائے خدا تعالیٰ کے جس کا کوئی جوڑا نہیں اور نہ اُسے اس کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ یٰس کے تعارف میں فرماتے ہیں۔

”نزولِ قرآن کے زمانہ میں تو عربوں کے نزدیک نر اور مادہ کی صورت میں صرف کھجوروں کے جوڑے ہوا کرتے تھے اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہر قسم کے پھلوں کے پودوں کو جوڑا جوڑا بنایا ہے بلکہ آیت نمبر 37 یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ آج کی سائنس نے اسی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے یہاں تک کہ مادہ کے اور ایٹمز (Atoms) کے بھی اور Sub-Atomic ذرّات کے بھی جوڑے جوڑے ہیں۔ غرضیکہ جوڑوں کا مضمون ایک لامتناہی مضمون ہے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کا سمجھنا ضروری ہے۔ صرف کائنات کا خالق ہی ہے جس کو جوڑے کی ضرورت نہیں ورنہ سب مخلوق جوڑے کی محتاج ہے۔“

(ترجمہ قرآن کریم صفحہ 771)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں مختلف جگہوں پر اپنی صفات کا اعادہ کیا ہے وہاں سورۃ الحدید آیت 3-4 میں بہت سی صفات کا ذکر ہوا ہے۔ بنیادی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی اوّل اور وہی آخر، وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا دائمی علم رکھتا ہے۔

پھر دنیا کی ہر چیز کے فانی ہونے اور اپنے باقی رہنے کا ذکر سورۃ الرحمن آیات 27-28 میں یوں فرمایا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

یعنی ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ و حشم باقی رہے گا جو صاحبِ جلال واِکرام ہے۔

متاعِ آسمانی یعنی اللہ تعالیٰ کو اگر قرآن کے حوالہ سے مزید دیکھا جائے تو یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اُس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے۔ وہ زمین وآسمان کا نور ہے۔ آسمان اور زمین کی ہر چیز اس کو سجدہ کرتی ہے۔ اللہ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ خدا کا کوئی مثل نہیں۔ اللہ ہی عالم الغیب ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی ضرورت سے پاک ہے۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔ اس کو کھانے کی حاجت نہیں۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند وغیرہ وغیرہ۔

سامعین! نبیوں کے سردار حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی اور رسول کے طور پر بھجوانے والا وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ جس کی ایک جھلک ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ آپ کو اپنے اللہ سے بہت پیار تھا۔ آپ اپنے اللہ کی عبادت متاعِ آسمانی سمجھ کر کرتے تھے۔ آپ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرتے۔ آپ نے فرمایا ہر اہم کام جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے بغیر کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 21)

ایک جگہ اَبْتَرْ اور ایک جگہ اَقْطَعْ کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا جو گفتگو یا تقریر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بغیر شروع کی جائے وہ اَجْزَمُ یعنی بے اثر ہوتی ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 20)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متاعِ آسمانی یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفاتِ حسنہ گنوائی ہیں جو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر درج ہیں جیسے الرحمنُ، الرحیمُ، الملکُ، القدوسُ، السلامُ، المؤمنُ، المُھیمنُ، العَزِیزُ،

الۡجَبَّارُ، الۡمُتَکَبِّرَ، الۡخَالِقُ، الۡبَارِیُٔ، الۡمُصَوِّرُ، اَلۡغَفَّارُ اور ان کے علاوہ بے شمار صفات بتائی۔ جن کو ملا کر تعداد 99 ہوتی ہے۔ جیسے اَلۡمُتَعَالِیۡ، اَلۡمُعۡطِیۡ، اَلۡمُبۡدِءُ، اَلۡمُحۡیِیۡ، اَلۡمُمِیۡتُ۔ اَلۡمَانِعُ، اَلۡمُغۡنِیۡ، اَلۡبَدِیۡعُ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان 99 ناموں کو اپنی زندگی میں مدّ نظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

الغرض یہ اسمائے خداوندی ہیں جن میں ہر ایک متاعِ آسمانی ہے۔ اِن کو اپنے اندر اُتاریں تو آسمانی برکات وفیوض کا انسان حامل ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ کچھ صحابہ چودھویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ حضور نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو اس چودھویں کے چاند کی طرح روشن دیکھو گے۔ پس جس طرح اس چاند سے فیض یاب ہو رہے ہو تم اللہ تعالیٰ سے فیض پاؤ۔

(بخاری کتاب التوحید)

نیز حضور نے بچے یا کسی کو چہرے پر مارنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 14)

حضرت ملک سیف الرحمن فاضل مرحوم نے اس حدیث کے ترجمہ کے ساتھ بریکٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ (انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اُس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلّی طور پر اپنا سکے)۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ کا رنگ اپنانے کی یوں تلقین فرمائی ہے۔

صِبۡغَۃَ اللّٰہِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً وَنَحۡنُ لَہٗ عٰبِدُوۡنَ (البقرہ 139)

کہ اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی

اور غیر متغیّر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلّیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اُس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیّر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیّر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اُس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارقِ عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارقِ عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدّم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدّم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدّم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10-11)

پھر فرمایا:

" کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

پھر فرماتے ہیں۔

”خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین جورو۔ اپنی اولاد اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اب یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لئے اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا رکھ دیا۔ اگر اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا مگر اب اس نے اس کو حل کر دیا جو باپ کہتے ہیں وہ کیسے گرے کہ ایک عاجز کو خدا کہہ اٹھے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188 ایڈیشن 1984ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ نام ہے اُس ذات کا جو کہ سب نقصوں سے پاک اور سب کمالات کی جامع ہے اور یہی اس کے معنے ہیں۔(رسالہ تعلیم الاسلام جلد اوّل صفحہ 1 نیز البدر 9 جنوری 1903ء) اللہ سب خوبیوں کا جامع۔ سب بدیوں سے منزّہ معبود حقیقی۔

عربی کے سوائے کسی دوسری زبان میں خدا تعالیٰ کے نام کے واسطے کوئی بھی ایسا مفرد لفظ نہیں ہے جو خاص اسی کے واسطے ہو اور کسی دوسرے پر اِس کا اطلاق نہ پاسکے۔ انگریزی کا لفظ گاڈ (God) دیوی دیوتا سب پر بولا جاتا ہے اور لفظ لارڈ (LORD) تو بہت ہی عام ہے۔ سنسکرت کا لفظ اَوم بھی مرکّب ہے غالباً اُمّ سے نکلا ہے کیونکہ یہ عبادت میں اومؔ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ عبرانی کا ایک ایل اِلا سے نکلا ہے اور یہوواہ یاھُوَا سے نکلا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 10)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو قسم کا ربّ ہے۔ ایک ربُّ الاحدیت اور ایک ربُّ المخلوق۔ شانِ اوّل کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ مگر دوسری شان محدود ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ رحمان بھی دو قسم کا ہے وہ رحمانیت جو احدیت کے لحاظ سے ہے اور اُس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ لیکن وہ رحمانیت جو بندوں سے تعلق رکھتی ہے اُسے ہر عقل والا دیکھ سکتا ہے۔ یہی خدا تعالیٰ کی مالکیت کا حال ہے اور یہی اُس کے علم کا۔ گویا بندوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی صفات محدود ہیں۔ لیکن احدیت کی شان کے ساتھ تعلق رکھنے والی صفات محدود نہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 385)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

”اللہ احد ہے، اکیلا ہے، اُس جیسا کوئی اور وجود، اُس جیسی کوئی اور ہستی نہیں ہے اور وہ خالق بھی ہے۔ اللہ کے علاوہ ہر چیز جو اس یونیورس میں، اس عالمین میں، ہر دو جہان میں پائی جاتی ہے وہ اللہ کی مخلوق ہے اور جو مخلوق ہے اسے ہم خدا نہیں مانتے نہ مان سکتے ہیں۔ ہم صرف اس اکیلے ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں جس کی ذات اور صفات کی معرفت ہمیں اسلام نے دی اور قرآن کریم نے بتائی۔“

(انوار الفرقان جلد 3 صفحہ 695)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”اتمام ربوبیت کا مضمون بہت وسیع ہے اور بڑا پھیلا ہوا ہے اس کے اندر خدا کی کئی صفات آ جاتی ہیں جو ربوبیت کے تابع جلوہ دکھاتی ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں رب کا ذکر ہے وہاں کبھی کسی صفت کا اِس ضمن میں ذکر ہے اور کبھی کسی صفت کا اِس ضمن میں ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ربوبیت کے دروازے سے حمد میں داخل ہوں گے تو آپ کے لئے ایسی بہت سی نئی نئی گلیاں کھلیں گی، نئے نئے راستے نئے راستے کھلیں گے کہ جن میں سفر کرتے ہوئے آپ پہلے سے زیادہ حسن اختیار کرتے چلے جائیں گے۔“

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 520)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ساری حمد، ساری تعریفیں یا تعریف کے قابل چیزیں اسی میں جمع ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے صاحبِ حمد ہونے کا یہ ادراک ہے جو ہمیں حاصل ہونا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کو بھی ہم پہچان سکیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجید ہے۔ صاحبِ مجد ہے۔ بزرگی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی وہ بزرگی نہیں ہے جو ہم انسانوں کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ بڑا بزرگ ہے یا بڑی عمر کے لوگوں کو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بزرگ ہو گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بہت ہی قابل تعریف اور بلند شان والا ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ جس کے فیض کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جو دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے، کبھی نہیں تھکتا... پھر فرمایا کہ وہ عزیز ہے۔ یعنی وہ طاقتوں کا مالک ہے۔ سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ ناقابل شکست ہے۔ اسے شکست دینا ناممکن ہے۔ سب عزّتیں اسی کی ہیں۔ اس کی قدر و قیمت کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے عزیز کے معنی۔

پھر فرمایا وہ علیم ہے۔ یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اس چیز کا بھی جو ہو چکی ہے اور اس بات کا بھی جو آئندہ ہونے والی ہے۔ جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا علم مکمل طور پر ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس نے یہ کتاب اتاری ہے یعنی قرآن کریم اور جس نے یہ آخری شریعت اُتاری ہے۔ اس نے ہر زمانے کی ضروریات کا علم اس میں مہیا کر دیا اور اب ہر قسم کی حفاظت اور غلبہ اس پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے سے ہو گا اور ہو سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ فروری 2018ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت عطا کرے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز بقعۃُ النور عمران۔ جرمنی)

﴿2﴾ ﴿مشاہدات۔1226﴾

"متاعِ آسمانی"

(آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5)

یعنی یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے دوستو اور بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر میں جو مَیں نے ابھی تقریر کے آغاز پر پڑھا ہے۔ لفظ "متاعِ آسمانی" پر گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔ کل مَیں نے "متاعِ آسمانی" سے اللہ تعالیٰ مراد لے کر ایک سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ آئیں! آج اِس سلسلہ کی اگلی کڑی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو "متاعِ آسمانی" کے طور پر پیش کریں۔ ویسے تو تمام انبیاء، اولیاء اور رُسُل کو "متاعِ آسمانی" قرار دیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام متاعِ آسمانی تھے۔ اِن تمام نبیوں کے سردار اور محترم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری متاعِ آسمانی ہیں جن کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے اخلاق کے بارے پر پوچھنے پر فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنَ (حدیقۃ الصالحین حدیث 251) کہ آپؐ کے اخلاق و اطوار قرآن کریم میں بیان تعلیمات کے عین مطابق تھے۔ یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی عملی تفسیر تھے۔ قرآن کریم میں جو اخلاقِ فاضلہ بیان ہوئے ہیں آپؐ اُن کے عین مطابق زندگی بسر کرتے تھے اور جن اخلاقِ رذیلہ سے قرآن کریم نے روکا اُن سے

آپؐ نہ صرف خود رُکتے بلکہ اپنے صحابہؓ کو دُور رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے اپنی تعلیم وتربیت اور اسلام کے دفاع کے لئے جو قربانیاں کی ہیں اُس کی بدولت صحابہ کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا سرٹیفکیٹ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد کے نام پر ایک سورت بھی نازل فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اسی سورۃ کے تعارف میں تحریر فرمایا ہے۔

"قرآن کی گزشتہ تمام سورتوں کا خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے جیسا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے مظہر تھے۔"

(قرآن ترجمہ صفحہ 911)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار مقامات پر آپؐ کا "محمد" کے ذاتی نام سے ذکر کیا ہے۔ اگر اِن کا ذکر مَیں اپنی تقریر میں نہ کروں تو تقریر ادھوری رہ جائے گی۔ سورۃ آل عمران آیت 145 جماعت احمدیہ کے مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تمام رسول (بشمول حضرت عیسیٰؑ) وفات پا گئے ہیں۔

دوسرے نمبر پر جو آیت مَیں پیش کرنے جارہا ہوں وہ سورۃ الاحزاب آیت 41 ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتَم النبیین قرار دیا ہے۔ غیر یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں آپؐ کو آخری نبی قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ، آپؐ کو خَاتَم النّبیین تصوّر تو کرتی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو تاء کی زبر کے ساتھ خَاتَم کے معنی اَفضل کرکے آپؐ کے رتبہ کو مزید بلند کرتی ہے یعنی آپؐ خاتم النبیین کے ساتھ ساتھ افضل النبیین ہیں۔

تیسرے نمبر پر سورۃ محمد کی آیت 3 پیش کی جاسکتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو سچّا قرار دیا ہے اور اُن کی اخلاقی حالت کو مزید بہتر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے۔ اِس آیت میں مسلمانوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامل سچّا قرار دیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے اِن کو سچّا کہہ کر اعتماد کیا ہے تو مسلمانوں کو اِس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہیے۔

چوتھے اور آخری موقع جہاں حضرت محمدؐ کا ذکر محمدؐ کے نام کے ساتھ ہے وہ سورۃ الفتح کی آیت 30 ہے۔ جس میں آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کی بعض خوبیوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اوصاف اپنانے کی تلقین کی ہے۔ وہ اوصاف کیا ہیں کہ 1۔ کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں۔ 2۔ آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ 3۔ رکوع کرتے ہیں۔ 4۔ سجدہ کرتے ہیں۔ 5۔ یہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ 6۔ سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر روشن نشان ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

"اِس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات بیان فرمائی گئی ہیں ان کو آپؐ کی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ فوراً فرمایا وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ یعنی آپؐ کی خوبیاں ان لوگوں میں بھی سرایت کریں گی جو آپؐ کے ساتھ ہیں۔ خوبیوں میں سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ کفار پر اپنی سخت دلی کی وجہ سے شدید ہوں گے بلکہ کفر کا اثر قبول نہ کرنے کے لحاظ سے انہیں شدید کہا گیا ہے۔ لیکن ان کے دل رحمت سے بھرے ہوئے ہوں گے جس کی وجہ سے مومن ایک دوسرے سے رحمت اور تلطف کا سلوک کرنے والے ہوں گے اور ان کے جہاد کی غرض محض رضائے باری تعالیٰ ہے نہ کہ دنیاوی مال کمانا۔ چنانچہ وہ اللہ کے حضور رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے جھکیں گے اور اس سے فضل یعنی ایسا دنیاوی مال طلب کریں گے جس کے ساتھ رضائے باری تعالیٰ بھی ہو۔ یہ ان کے جہاد کے وہ مرکزی پہلو ہیں جو تورات میں ان کے متعلق بیان کئے گئے تھے۔

اور جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں دورِ آخرین میں آنے والے مسیح اور اس کے ماننے والوں کا تعلق ہے ان کی مثال انجیل میں ایسی روئیدگی کے ساتھ دی گئی ہے جو بتدریج بڑھتی ہے اور اپنے ڈنٹھل پر مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کو دیکھ کر اس کو بولنے والے یعنی خدمتِ دین میں حصہ لینے والے بہت خوش ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں کفار کو اُن پر اور بھی زیادہ غصّہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی جو اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان لائیں گے اور اس سے مغفرت چاہیں گے عظیم مغفرت کی اور اجر کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔"

(ترجمہ القرآن فٹ نوٹ صفحہ 928)

سامعین! متاعِ آسمانی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیارا مفید وجود ہے جس نے انسان کو انسانیت سکھلائی جس کے صلہ، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس نبیِٔ عظیم پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اے مومنو! تم بھی اِس نبی پر درود اور سلام بھیجتے رہا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 24۔ ایڈیشن 1988ء)

سامعین! ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں 4 مقامات پر آپؐ کا ذکر محمدؐ کے ذاتی نام سے کیا ہے۔ لیکن آپؐ کے صفاتی ناموں سے اور حروفِ مقطعات کے بھی آپؐ کا ذکرِ مقدس ملتا ہے۔ جسے ہم آپؐ کے القاب کہہ سکتے ہیں۔ جیسے طٰہٰ (طیّب اور ھادی) یٰسٓ (سیّد)، المزمّل، المدثّر، عبداللہ وغیرہ

آئیں! ہم قرآن کریم کے حوالہ سے بھی اس متاعِ آسمانیؐ کی سیرت کا مزید مطالعہ کرتے ہیں۔ سورۃ محمدؐ کے (جس کا ذکر ہم اوپر سُن آئے ہیں) کے بعد سورۃ الفتح آتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”سورۃ محمدؐ کے بعد سورۃ الفتح آتی ہے جس میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بلند مقام بیان فرمایا گیا ہے جو آیت نمبر 11 میں مذکور ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اتنا بلند تھا کہ کامل طور پر آپؐ اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے آپؐ کا آنا گویا اللہ تعالیٰ کا آنا تھا۔ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنا تھا جیسا کہ فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ

اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ۔ یعنی یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ 920)

آپؐ کا فعل خدا کا فعل ہے (الانفال:18)۔ آپؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (النساء:81)۔ آپؐ کو مقام قَابَ قَوۡسَیۡنِ عطا ہوا ہے۔ (النجم:10)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں سورۃ النجم کے تعارفی نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”قَابَ قَوۡسَیۡنِ سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ وتر بن گئے جو اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوسوں کے درمیان ایک ہی وتَر تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی قوس سے چلنے والا تیر وہی تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوس سے چلتا تھا۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ 959)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان آیات کے تحت متاعِ آسمانی کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

”اس جگہ بھی سِدرہ کے لفظ سے اِسی طرف اشارہ ہے اور بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ سِدرہ کے ذریعہ نازل ہوا یعنی آپ کو ایسی تعلیم دی جو سڑنے والی نہ تھی بلکہ دوسروں کو سڑنے سے محفوظ رکھنے والی تھی۔ جیسے فرمایا ہے۔ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ یعنی تمام پہلی کتب قرآن کے ذریعہ سے محفوظ کر دی گئی ہیں کیونکہ ان کا خلاصہ قرآن مجید میں آگیا ہے اور قرآن کریم کبھی نہیں مٹے گا۔ پس اس کے ساتھ اور اس کے ذریعہ سے وہ بھی زندہ رہیں گے۔“

(تفسیر صغیر صفحہ 878)

آپؐ سراپا نور ہیں۔ (النساء:175)۔ آپؐ اللہ کے نور کے عظیم الشان مظہر ہیں۔ آپؐ سراج منیر بھی ہیں۔ (الاحزاب:47) آپؐ مقام محمود پر فائز ہیں۔ (بنی اسرائیل:80) نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپؐ کا وجود قوم کے لئے تعویذ ہے۔ (الانفال: 34)۔ آپؐ اللہ کے قرب کا وسیلہ ہیں۔ (المائدہ: 36) آپؐ کی اتباع محبتِ الٰہی کے حصول کا موجب ہے۔ (آل عمران:32) آپؐ کی اطاعت صالح، شہید، صدیق اور نبی کے مقام دلا سکتی ہے۔ (النساء: 70)۔ آپؐ ذوالقرنین ہیں۔ یعنی آپؐ کو دو زمانوں (اوّلین اور آخرین) کی

بادشاہت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مثالی عبد قرار دیا (الجنّ:20) آپؐ اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں سے سب سے بڑھ کر تسبیح کرنے والے تھے۔ گویا آپؐ مُسَبِّحِ اَعْظَمْ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ عرشِ الٰہی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "عرش سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ صافی ہے جو اللہ کی تخت گاہ ہے اور آپؐ کے دل کو تقویت دینے کے لئے فرشتے اِسے چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گناہ گار بندوں کے لئے بھی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اِس کے علاوہ ان کی ذرّیات کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔

(ترجمۃ القرآن صفحہ 829)

متاعِ آسمانی آپؐ کو اِس لئے بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپؐ اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کئے گئے۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر 50 سے زائد جگہ پر دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ جس کو "مشاہدات" نے پچاس تقاریر میں بیان کیا ہے اور ان پچاس تقاریر کو سیرت وشمائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم میں جمع کیا گیا ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امّت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے۔ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا تھا۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث نمبر 33)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا۔ یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔

صرف انسان میں تھا۔یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160)

پھر حضور فرماتے ہیں۔

"مَیں ہمیشہ تعجّب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔"

(حقیقۃالوحی صفحہ 115)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی۔ فرماتے ہیں۔

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلی درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔"

(سراج منیر صفحہ 72)

تمام آدم زادوں کے لیے ایک ہی رسول اور ایک ہی شفیع کے متعلق فرمایا:

"نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ

اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔"

(کشتی نوح، صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپؐ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں... آپؐ کو وہ مہرِ نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ پس آپ کا مقام... سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپؐ انسانِ کامل ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء)

حضور انور فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ اب تمام گزشتہ اور آئندہ نمونے ختم ہو گئے اب اگر کوئی پیروی کے قابل نمونہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے اور یہ پیروی کے نمونے کس طرح قائم ہوں گے۔ اس طرح قائم ہوں گے جس طرح ایک سچا عاشق اپنے محبوب کی پسند اور ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس طرح تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو گے تو پھر ہی مَیں تمہارے گناہ بھی بخشوں گا اور تمہارے سے محبت کا سلوک بھی کروں گا۔ تمہاری دینی اور دنیاوی بھلائیوں کے سامان بھی پیدا کروں گا۔ تو گویا اب اللہ تعالیٰ تک پہنچے کے تمام راستے بند ہو گئے اور اگر کوئی راستہ کھلا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کر کے آپ کے پیچھے چل کر ہی خدا تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہے، یہی ایک راستہ ہے جو کھلا ہے۔ پھر اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بڑھانے کا طریق .... یہ ہے کہ یہ نبی کوئی معمولی نبی نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود ہے۔

زمین و آسمان اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے نبی پر رحمت بھیجتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ پس اے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اس نبی سے محبت پیدا کرو۔ اس پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی بھیجو۔ جب تم اس طرح اس نبی پر درود و سلام بھیجو گے تو تم پر اس کی پیروی کے راستے بھی کھلتے چلے جائیں گے اور جیسے جیسے یہ راستے کھلیں گے جس طرح تم اس کی پیروی کرتے چلے جاؤ گے اتنی ہی زیادہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے بھی بنتے چلے جاؤ گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / دسمبر 2004ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپؐ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشا ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپؐ کو وہ مہرِ نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ آپؐ کو وہ مقامِ خاتم النبیین ملا ہے جس کے اُمّتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپؐ کا اُمّتی اور عاشقِ صادق ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو نبوت کا مقام دلا گیا... پس آپؐ کے نزول سے جو نئے زمین و آسمان پیدا ہوئے، جس میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی درجہ کا قرب پا کر انسانوں کی نجات اور خدا تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کا مقام بھی حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کا مقام عطا فرمایا۔ آپؐ سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ افلاک بھی خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص پیار کے نتیجہ میں آپؐ کے لئے پیدا کئے گئے.... پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کو پہچانا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 / جنوری 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴿3﴾ ﴿مشاہدات۔1227﴾

"متاعِ آسمانی"

(قرآنِ کریم)

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ۔لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ ۔تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الواقعہ:79۔81)

یعنی ایک چھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ) ہے۔کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔ (اس کا) اتارا جانا تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر جسے مَیں اوپر پڑھ آیا ہوں میں استعمال الفاظ "**متاعِ آسمانی**" پر گفتگو کا سلسلہ گزشتہ دو روز سے جاری ہے۔ سب سے قبل مَیں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو متاعِ آسمانی کے طور پر پیش کر کے اُس کے ساتھ تعلق کو بیان کیا۔ پھر تقریر نمبر 2 میں پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور "متاعِ آسمانی" پیش کیا اور آج قرآنِ کریم کو بطور "متاعِ آسمانی" پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہوں۔

گزشتہ دو تقاریر میں خاکسار "متاع" کے لغوی معانی تفصیل سے بیان کر چکا ہے۔ یہاں بھی اختصار سے ذکر خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ "متاع" پونجی، اثاثہ اور Assets کے علاوہ ایسے سامان کے ہیں جو تجارت میں لگایا جاتا ہے اور منافع کا موجب بنتا ہے۔ جس طرح انسان اِس مادّی زندگی میں گزارہ کرنے کے لیے تجارت

کرتا ہے اور یہ فائدہ اپنی مادی زندگی کو بہتر رنگ میں گزارنے میں کام آتا ہے بعینہٖ اسلام میں دینی اور روحانی تجارت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّف میں اِس روحانی تجارت کا ذکر فرمایا ہے کہ

اے مؤمنو! کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں، جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ تمہارے ایسا کرنے پر، وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا اور تم کو ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں (تم کو رکھے گا)۔ یہ بڑی کامیابی ہے (جو وہ تم کو دے گا)
اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کے تم بہت چاہنے والے ہو وہ اللہ کی تائید ہے اور ایک جلد ہی حاصل ہونے والی فتح ہے اور مؤمنوں کو بشارت دے دو کہ (ان کو ایک جلد حاصل ہونے والی فتح بھی ملے گی) اے مؤمنو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے (قریب لے جانے والے) کاموں میں میرا کون مددگار ہے۔ تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ جس پر ہم نے مؤمنوں کی اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور مومن غالب آ گئے۔

(ترجمہ از تفسیرِ صغیر آیات 11-15)

اگر اس ترجمہ کا خلاصہ پیش کریں تو یہ ہے کہ یہ تجارت اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے جس کے بدلے یعنی منافع کے طور پر دردناک عذاب سے بچائے جاؤ گے۔ گناہ معاف ہوں گے اور جنت میں داخل کیے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ملے گی۔ انصار اللہ کہلاؤ گے۔
حضرت مصلح موعودؓ نے فضل سے مراد تجارت ہی لی ہے جو فائدہ مند ہو۔

(تفسیرِ صغیر صفحہ 55)

پس قرآنِ کریم بھی ایسی متاعِ آسمانی ہے جس پر تجارت کی جا سکتی ہے۔ اِس کے ساتھ عشق اور محبت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے حصول کے لئے تجارت ہے۔ اس کی تلاوت کرنا اور ہر حرف پر دس

نیکیاں حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجارت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

"یا عائشۃُ! لِیَکُنْ شِعَارُكَ الْعِلْمَ وَالْقُرْآنَ"

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 1006)

یعنی اے عائشہ! تمہارا شعار، علم اور قرآنِ کریم ہو۔

مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم نے اس ترجمہ کے بعد بریکٹ میں تحریر فرمایا ہے یعنی قرآن اور علم کے ساتھ تمہیں اِس قدر محبت ہونی چاہئے کہ اس سے زیادہ قریب اور پیاری چیز تمہیں کوئی نہ ہو۔

شِعار اُس لباس کو کہتے ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہے۔ قرآن ایسا متاعِ آسمانی ہے کہ جس طرح انسان اپنی مادی اموال وزر کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھتا ہے۔ جیسے بعض عورتیں اپنے زیور کو گھر سے باہر جاتے بھی اپنے ہینڈ بیگ میں رکھتی ہیں گویا جسم کا حصّہ بنائے رکھتی ہیں۔ ایسے ہی قرآنِ کریم اور اُس کی تعلیمات پر اِس طرح عمل کرنا ضروری ہے کہ وہ جسم کا ہی حصہ ہو گیا ہو۔ قرآن کو یا اِس کے بعض حِصّے حفظ کرنا بھی قرآن کو جسم سے چمٹائے رکھنے کے مترادف ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جس کو اِس سرمایہ آسمانی کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم پڑھنے والے کی مثال اُس نارنگی کی سی ہے جس کا مزہ اچھا اور خوشبو عمدہ ہو اور تلاوت نہ کرنے والے مؤمن کی مثال کھجور کی سی ہے جو مزے دار تو ہوتی ہے مگر اُس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 154)

پھر فرمایا جو اس متاعِ آسمانی کی خوش الحانی سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ کریم سے بہت محبت تھی۔ آپؐ اس کی خوب تلاوت فرماتے۔ اپنی ذاتی نماز پڑھتے ایک ہی رکعت میں سورۃ البقرہ، سورۃ الِ عمران کی تلاوت کر جاتے تھے۔ صحابہؓ سے بھی قرآن

سننا بہت پسندیدہ شغل تھا۔ بخاری کتاب الفضائل کی روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ مجھے کچھ حصہ قرآن کا سناؤ۔ آپؓ نے سورۃ النساء کی تلاوت کرنی شروع کی۔ آپؓ جب فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ آیت پر پہنچے تو فرمایا۔ بس کرو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے جب حضورؐ کے چہرہ مبارک پر نگاہ کی تو آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ الغرض یہ متاعِ آسمانی ہر مؤمن کا ایسا سرمایہ حیات ہے جس کے بغیر ایک مؤمن کی زندگی ادھوری ہے۔ ایک اصل متاع آسمانی جس سے قرآن کریم سے ہمیں آگاہی ہوتی ہے۔ وہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 79 میں اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی لازم سمجھ۔ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور ایک مقبول عمل ہے۔ ہر نیکی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے لیکن بعض نیکیوں کے مقبول وقت بھی ہوتے ہیں جیسے نوافل کا مقبول وقت تہجد کا وقت ہے جو ایک انسان کو مقامِ محمود یعنی حمد والے مقام پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کے لئے صبح کا وقت مقبول عمل ہے جو آخری روز اُس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اِس کی بدولت اُسے انعامات سے نوازا جائے گا۔ اس لئے قرآن کے گرد گھومنے، اُسے سمجھنے اور اُس کے احکام پر عمل کرنے کے لئے عہد و پیمان باندھنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ جس میں سچی خوابیں آتی ہیں اور الہامات و کشوف ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں متاع آسمانی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اِس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ فجر کا پڑھا ہوا قرآن گواہی دے گا، جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ترجمہ فرمایا ہے کہ صبح کے وقت کا پڑھا ہوا قرآن خدا کے حضور ایک مقبول امر ہے۔ قادیان اور ربوہ کے گھروں میں صبح کے وقت تلاوتِ قرآن کی آوازیں آیا کرتی تھیں اور خلفاء اس امر کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے کہ دنیا بھر میں ہر احمدی کے گھر میں صبح کے وقت قادیان اور ربوہ کی طرح تلاوتِ قرآن کی آوازیں آیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر اُس منظوم کلام میں سے لیا گیا ہے جو آپؑ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پہلی بار قرآنِ کریم کا دَور مکمل کرنے پر آمین کے موقع پر بطورِ شکرِ خداوندی لکھا۔ اس لیے بطورِ متاعِ آسمانی قرآنِ کریم ایک روحانی پانی

ہے جو آسمان سے نازل ہوا اور مادّی پانی کی طرح اِس روحانی پانی سے زندگی کو تر و تازہ کرلیا۔ اس متاعِ آسمانی کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے (الحجر:10) قرآنِ کریم الفرقان ہے (الفرقان:2) ذکرِ مبارک ہے (الانبیاء: 51) کتابِ مکنون ہے (الواقعہ: 79) کتابِ مسطور ہے (الطور: 3) یہ الٰہی صحیفہ ایسا متاعِ آسمانی ہے جس میں گزشتہ صحیفوں کی ہر بہترین تعلیم جمع ہے۔ یعنی یہ متاعِ آسمانی ایسی تعلیمات کا مجموعہ ہے جس میں کوئی چیز قرآنِ کریم سے باہر نہیں ہے (الانعام:39) اس کا کوئی شعشہ نہ تبدیل ہو گا یا منسوخ ہو گا (البقرہ:107) نہ اس کی تعلیمات میں اختلاف ہے (النساء:83)

جب بارش ہوتی ہے تو اُس سے فائدہ اٹھانے کے بھی آداب ہیں۔ اسی طرح روحانی پانی کے استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانے کے آداب ہیں جیسے تلاوت سے پہلے استعاذہ یعنی تعوّذ پڑھو (النحل: 99)۔ قرآن کو خاموشی سے سنو (الاعراف:209) پاک ہو کر قرآن کو چھوؤ (الواقعہ:80)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

” قرآن کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کے رُو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بیمثل نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر یک خوبی بیمثل ہو گی... خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو۔“

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 60)

فرمایا:

”سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصلہ کرنے کا متکفّل ہو کر آیا ہے جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزارہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی کے لیے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں کو راہ

راست سے مناسبت ہے اور ایک قسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جھکتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 381)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے اس کا ظاہر بھی نور ہے اس کا باطن بھی نور ہے اور اس کے ہر لفظ اور کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے پھلوں سے جھکے ہوئے ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں...اگر قرآن نہ ہوتا تو مجھے میری زندگی کا مزہ نہ آتا۔ مَیں نے اس کے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے بڑھ کر پایا۔"

(ترجمہ از عربی۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 545)

فرمایا:

"میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 62 طبع اول)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کے متعلق فرماتے ہیں جس سے متاع آسمانی کا علم ہوتا ہے۔

"یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ مَیں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر مَیں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

آپ علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

” مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

سامعین! اب خلفاءِ احمدیت کے اِرشادات کو دیکھتے ہیں کہ کس انداز میں کس عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کو متاعِ آسمانی قرار دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

”مَیں نے دنیا میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر ایسی دِلربا، راحت بخش اور لذّت دینے والی جس کا نتیجہ دُکھ نہ ہو۔ نہیں دیکھی۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سِوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اُکتانے کی بجائے، چاہے گی کہ اَور وقت اِس پر صَرف کرو۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

” قرآن کریم کو جو فضیلت حاصل ہے وہ انہی باتوں میں نہیں جو اس میں دوسری الہامی کتابوں سے زائد ہیں بلکہ جو باتیں پہلی کتابوں میں موجود ہیں ان کے لحاظ سے بھی قرآن کریم افضل ہے۔ مَیں غور کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر پہلی کتابوں میں کپڑے بدلنے کا کوئی طریق بتایا گیا ہے تو قرآن کریم نے

اس سے بہتر اور عمدہ طریق پیش کیا ہے۔ اگر ان میں کھانا کھانے کے متعلق حکم دیا گیا ہے تو اس کا بھی قرآن کریم نے ان سے اچھا طریق پیش کیا ہے۔ گویا کوئی معمولی سے معمولی بات بھی قرآن کریم نے ایسی نہیں بتائی جس میں اس کے برابر کوئی اور کتاب ہو۔"

(فضائل القرآن نمبر 3 صفحہ 131)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"جسمانی بیمار اپنے لیے عمدہ طبیب تلاش کرتے ہیں اور طبیب بھی عمدہ نسخہ تلاش کر کے جو فائدہ مند ہو اور نقصان دہ نہ ہو اس کے لیے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے الٓمّٓ تم واقف کار، علم والے، تجربہ کار طبیب تلاش کرتے ہو تو فرمایا اِنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ مَیں علم رکھتا ہوں، مَیں خدا ہوں تم مجھ سے نسخہ لو۔ اس کا تجویز کردہ نسخہ ایسا ہے کہ اس میں انسان کے لیے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ اس میں نقصان ہرگز نہیں اس میں ہلاکت نہیں ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ اس میں پرہیز گاروں کے لیے بڑے فوائد ہیں۔ جب کسی کو ایسا نسخہ مِل جائے اور وہ پھر اسے استعمال نہ کرے تو اس کی تباہی میں کیا شک ہے۔"

(خطبات محمود سال 1914ء صفحہ 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے اور اگر آپ نے اس غرض کو جس کے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں۔ اس طرح کہ اس کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کی عزت کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کے نور سے خود بھی منوّر ہوں اور پھر اس نور کی دنیا میں اشاعت بھی کریں۔"

(الفضل 17/ اگست 1966ء صفحہ 2-6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے... قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے..... سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر

میں زادِ راہ قرآن کریم ہے… ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسّر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے… قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجّہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے… تلاوت کا آغاز تلاوت کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے اور برتن سے میری مراد یہ ہے کہ شروع کر دیں تلاوت پھر رفتہ رفتہ علم بڑھائیں اور تلاوت کو معارف سے بھرنے کی کوشش کریں، معارف سے پہلے علم سے بھرنے کی کوشش ضرور کریں۔“

(خطبہ جمعہ 4/ جولائی 1997ء کینیڈا)

سامعین! ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر بُرائی سے بچا جا سکتا ہے اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔ تو جس نبی پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اُتری اور جو خَاتَمَ النَّبِيّٖن کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آ ہی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصوّر بھی انسانی سوچ سے باہر ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کو سمجھا، وہ آپؐ ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا

مکمل فہم اور ادراک حاصل ہوا۔ یہ آپؐ ہی کی ذات ہے جس کو اپنے پر اُترنے والی اس آخری کتاب، اس آخری شریعت، کلام کے مطالب اور معانی کے مختلف زاویوں اور اس کے مختلف بطون کو سمجھنے کا کامل علم حاصل ہوا۔ گویا یہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؐ کی ذات ہی تھی جس نے اس خَاتَمُ الْکُتُبْ کو سمجھا اور نہ صرف اس گہرائی میں جاکر عمل کیا بلکہ صحابہؓ کو بھی وہ شعور عطا فرمایا جس سے وہ اس کو سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آچکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آچکی ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/مارچ 2005ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ۔ فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ۔ لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ:78-80) کہ یقیناً ایک عزّت والا قرآن ہے، ایک چُھپی ہوئی کتاب ہے، محفوظ کتاب ہے کوئی اسے چُھو نہیں سکتا، سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

ان آیات میں جہاں غیر مسلموں کے لئے قرآن کریم کی عزت و عظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ اس کی عظمت ہے۔ ایک ایسی کتاب ہے جو بیش بہا خزانہ ہے۔ جس کی تعلیم محفوظ ہے یعنی اس کے نزول کے وقت سے یہ محفوظ چلی آرہی ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گی۔ لیکن فائدہ وہی اٹھائیں گے جو پاک دل ہوکر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ صرف مسلمان ہوکر اس سے فیض نہیں پایا جاسکتا۔ جب تک پاک دل ہوکر اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کا مکمل فہم حاصل نہیں کرتے اور اس دُرِّ مکنون کو حاصل کرنے کے لئے ان مُطَھَّرِیْن کی تلاش نہیں کرتے جن کو خدا تعالیٰ نے اس کے فہم سے نوازا ہے یا نوازتا ہے اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق یہ مقام آنے والے مسیح و مہدی کو ہی ملنا تھا اور ملا ہے اور خدا تعالیٰ سے براہ راست علم پاکر آپؑ نے اس عظیم کتاب کے اسرار و رموز ہم پر کھولے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ستمبر 2009ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" قرآن کریم میں خدا تعالیٰ ہدایت پانے کے بارے میں فرماتا ہے۔ اس میں قرآنی تعلیم کے مطابق روحانی ہدایت بھی ہے اور آئندہ آنے والے علوم کی طرف راہنمائی کی ہدایت بھی ہے۔ فرمایا وَاَنْ اَتْلُوَالْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا يَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ (النمل:93) اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کرو۔ پس جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنی ہی خاطر ہدایت پاتا ہے۔ پھر تلاوت کرنے سے قرآن کریم میں ہدایات نظر آئیں گی۔ لیکن ہر قسم کی ہدایت وہی پاسکتے ہیں جن کے متعلق یہ فیصلہ آچکا ہے کہ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کہ جب تک پاک صاف نہیں ہوں گے۔ اس کے بغیر سمجھ نہیں آئے گی۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی پاک ہونا شرط ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ستمبر 2009ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی نظر کا اظہار ہے۔ غائب اور حاضر اور دور اور نزدیک اور چھوٹی اور بڑی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ پس یہ اعلان ہے مومن کے لئے اور غیر مومن کے لئے بھی، مسلمان کے لئے بھی اور کافر کے لئے بھی کہ یہ عظیم کتاب کامل علم رکھنے والے خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے اور اس میں تمام قسم کے علوم، واقعات، انذاری خبریں اور اس کے ماننے والوں کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بھی بتادیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص کتاب ہے اسی لئے اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ بھی رکھا ہوا ہے اور اس کے نازل ہونے کے بعد نہ اس کا انکار کرنے والے کے لئے راہ فرار ہے اور نہ ہی اس کو ماننے کا دعویٰ کرکے عمل نہ کرنے والوں کے لئے کوئی عذر رہ جاتا ہے۔ پس ماننے والوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب صداقت کا اقرار کیا ہے تو اپنے قبلے بھی درست رکھنے ہوں گے۔ اپنی نیتوں کو بھی صحیح نہج پر رکھنا ہوگا۔ اپنے نفس کا جائزہ بھی لیتے رہنا ہوگا۔ صرف یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور یہ کافی ہے۔ یہ کافی نہیں ہے۔ صرف یہ کہنا کہ ہم اس کے ذریعہ سے دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہیں تو یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے اندر کیا تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ستمبر 2009ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اگر ایک مؤمن کو قرآنِ کریم سے حقیقی محبت ہے تو وہ اس معیار پر خود بھی پہنچنے کی کوشش کرے گا اور کرتا ہے اور اپنے بچوں کو بھی وہاں تک لے جانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ شرّ اور بُرائی سے رکنا کوئی کمال نہیں۔ کسی بُری حرکت سے رکنا، کسی شرّ سے رکنا یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ ہمارا مطمحِ نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے ٹارگٹ بڑے رکھنے چاہئیں اور اُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے کہ قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہوئی تمام قسم کی نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ جب یہ کوشش ہر مرد، عورت اور بچے سے ہو رہی ہو گی تو ایک پاک معاشرے کا قیام ہو رہا ہو گا۔ اُس معاشرے کا قیام ہو گا جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ آئے دن جو اسلام اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والے ہیں اُن کے منہ بھی بند ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ دسمبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد۔ مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞

﴿4﴾ ﴿مشاہدات۔1228﴾

”متاعِ آسمانی“

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(تقریر نمبر4)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (الزخرف:64)

کہ جب عیسیٰ (بعثتِ ثانیہ میں) نشانات کے ساتھ آئے گا، تو وہ کہے گا کہ مَیں تمہارے پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں تا کہ تمہیں بعض وہ باتیں سمجھادوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

معزز سامعین! مجھے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس شعر میں درج الفاظ **”متاعِ آسمانی“** پر کچھ عرض کرنا ہے۔ متاعِ آسمانی میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، قرآن کریم ہے، صحابہ رسولؐ ہیں، خلافت کا مبارک نظام ہے، وغیرہ۔ اس سلسلہ میں یہ میری چوتھی تقریر ہے۔ جس میں مَیں یہ پیش کرنے جارہا ہوں کہ آخری زمانہ کے امام جس کو مہدی اور مسیح کے القابات سے پکارا گیا ہے آسمانی حکم کے مطابق بطور حکم نزول فرماویں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کے طور پر آپؐ کی تعلیمات و احکامِ قرآنیہ کی تجدید کریں گے۔ نزول فرمائیں گے یا نازل ہوں گے میں نزول اور نازل کے الفاظ قابل غور ہیں۔ وہ کہاں سے نازل ہوں گے لازماً آسمان سے سو وہ ”متاعِ آسمانی“ ہوں گے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے لئے "نَازِلٌ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جبکہ آخری زمانہ میں دجّال اور یاجوج وماجوج کے لئے "ظہور" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک طرف دجّال اور یاجوج وماجوج کے نام کی قوتیں دنیا میں غلبہ پائیں گی اور ساری دنیا پر مسلّط ہو جائیں گی جبکہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی بھجوائی ہوئی قوّت مسیح اور مہدی روحانی غلبہ پائیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہ ایک دفعہ آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی۔ جس میں یہ آیت بھی تھی کہ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:3)۔ مَیں نے آنحضورؐ سے پوچھا۔ یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہوں گے۔ آپؐ نے ہم میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب تفسیر القرآن) اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہوتا تو اِن (فارسی النسل) میں سے ایک شخص یا کچھ اشخاص اُس تک پہنچ جائیں گے اور (گمشدہ ایمان کو دوبارہ لوگوں کے دلوں میں ڈال دیں گے) چنانچہ اس حصّہ پر بڑی تیزی اور کامیابی سے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء نے احبابِ جماعت کے دل و دماغ میں اسلام کی حقیقی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ ڈالا ہے جو بہت حد تک مستحکم ہو چکا ہے اور یوں ایک احمدی کا دیگر مسلمانوں سے اخلاقیات میں بہت فرق ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

"اِس آیت میں اِس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپؐ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ گیا تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے"

(فٹ نوٹ از تفسیر صغیر سورۃ الجمعۃ آیت 4)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہوگا۔ جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ وہ حکم و عدل ہوگا، صلیب توڑے گا اور خنزیر کو قتل

کرے گا۔(مسند احمد بن حنبل)۔ صحیح بخاری میں اِس مضمون کے متعلق جو الفاظ حضورؐ کے ملتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء) کہ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تم ہی میں سے تمہارے امام ہوں گے۔ اِسی لیے حضورؐ نے عیسیٰؑ اور مثیل عیسیٰ کے دو الگ الگ حلیے بیان فرمائے ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں حضورؐ کا فرمان ذرا تفصیل سے ہے۔ انصاف کرنے والے حکم و عدل کرنے والے امام کے طور پر، وہ صلیب کو توڑیں گے۔(صلیبی عقیدہ پاش پاش ہو گا)۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔(یعنی عیسائیت کا ابطال ہو گا)۔ جزیہ موقوف کریں گے اور یَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبُلُہٗ اَحَدٌ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن) کہ وہ مال کثرت سے تقسیم کرے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اِس مال سے مراد علوم کے خزانے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے تیار کیے اور آج اِس علمی خزانے کی شدید مخالفت مخالفین کی طرف سے ہے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد عین پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ پیشگوئیوں میں درج آخری زمانہ کی علامات حضرت مسیح موعودؑ پر، آپؑ کی زندگی پر اور آپؑ کے زمانہ پر پوری اُتر رہی ہیں۔ جب یہ تمام آسمانی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں پوری ہو رہی ہیں تو یہ متاعِ آسمانی کیوں نہ ہو۔ جس پر یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور یہ وجود ہمارے لئے مفید ہے اور ہمارے لئے متاع۔ اِن پیشگوئیوں کا کچھ ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ چند اہم علامات مزید پیش ہیں جو اس متاعِ آسمانی کی صداقت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی کدعہ نامی گاؤں (قادیان کی طرف اشارہ ہے) میں مبعوث ہو گا۔ بدری صحابہ کی طرح 313 جلیل القدر صحابہ اُسے عطا ہوں گے۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 967)

پھر حضورؐ نے فرمایا کہ میری امّت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جماعت ہے جو ملکِ ہند میں جنگ لڑے گی اور دوسری جماعت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی مددگاروں کی ہو گی۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 970)

پھر اِس متاع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اُمّت بہت مبارک ہے جس کا آغاز بھی مبارک اور آخر بھی۔ دونوں زمانے شان و شوکت والے ہوں گے۔

دو تین مزید ایسی علامات کا ذکر کر کے (جو دو اور دو چار کی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کے حق میں پوری ہوئیں) مَیں متاعِ آسمانی حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مثیلِ عیسیٰ کے دَور میں مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ وہ شادی کرے گا اور اُس کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ میری قبر (حضورؐ کی) میں دفن ہو گا۔ یعنی وہ عین میرے خُلق کو اپنائے گا۔ کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے جو مہدی کے لئے تیاری کریں گے یعنی اُس کے غلبہ کے لئے کوششیں کریں گے۔

(ابن ماجہ)

رمضان میں 28 کو سورج اور 13 کو چاند گرہن لگے گا۔

(دارقطنی)

پس جو بھی اِس متاعِ آسمانی کو پائے تو اُسے میرا (حضورؐ) کا السلام علیکم کہے۔

پیارے بھائیو! مجھے آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بحیثیت متاعِ آسمانی صداقت ثابت کرنا ہے۔ احادیث کی رو سے مَیں تفصیل کے ساتھ اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اُس کے متعلق اب اگر قرآن کریم کو دیکھیں تو سورۃ الزخرف کی آیت 64 جس کی مَیں نے آغاز پر تلاوت کی ہے۔ اُس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

”اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثتِ ثانیہ کا ذکر ہے“ کیونکہ اوپر کی آیت میں بھی اِسی کا ذکر تھا۔

(فٹ نوٹ: الزخرف آیت 64 تفسیر صغیر صفحہ 817)

دوسرے نمبر پر سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ کو ہم حضرت مسیح ناصری کی آمد ثانی کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ سورۃ الصّف کی آیات 7 تا 10 کو صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں پیش کرتے ہیں۔

قرآنی آیت نمبر 7 میں مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ میں جس "احمد" کا ذکر ہے اُس کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ:

"اِس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے۔ عیسائی اِس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے۔ اِس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروّجہ اناجیل میں "فارقلیط" کی خبر دی گئی ہے جس کے معنیٰ "احمد" ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔ مزید آیت 8 کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اِس آیت میں اِس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیے۔ جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد، لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔"

(تفسیر صغیر صفحہ:928)

الغرض اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ میں "احمد" سے آنحضورؐ مراد ہیں۔ اِس سے حضرت مرزا غلام احمد بھی مراد ہیں۔ کیونکہ سیاق و سباق اِس موٴقف کی تائید کرتا ہے۔ جیسے هُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ یعنی وہ اسلام کی طرف بُلایا جائے گا، کے الفاظ ہیں۔ کیونکہ اگر احمد سے مراد حضرت محمدؐ ہیں تو وہ تو خود اسلام کی طرف بلانے والے تھے نہ کہ اُن کو بُلایا جاتا ہے۔ اِس میں حضرت مرزا غلام احمد ہی ہیں جن کو اور اِن کے پیروکاروں کو اسلام کی طرف بُلایا جاتا ہے۔ جبکہ آیت 10 کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ قرآنِ شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہو گی۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 232)

پھر اسی سورۃ الصّف کی آخری آیت کے علاوہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"چونکہ اس سورت کے آخر پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی پیشگوئیوں کا ذکر چل رہا ہے اس لئے جس طرح آپؑ نے یہ اعلان کیا تھا کہ کون ہے جو اللہ کے لئے آپؑ کا مددگار بنے گا، اُسی طرح لازم ہے کہ دَورِ آخرین میں جب دوبارہ یہ اعلان ہو تو تمام وہ مسلمان جو سچے دل سے ان پیشگوئیوں پر ایمان

لائے ہیں وہ بھی یہ اعلان کرتے ہوئے مسیحِ محمدیؑ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں کہ ہم ہر طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کے لئے مسیحِ محمدیؑ کے خدمتِ دین کے کاموں میں اس کے مدد گار رہوں گے۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1023)

اس سورت کے بعد سورۃ الجمعہ میں بھی حضرت محمدؐ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ آیت 5 کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت سے متعلق نہیں ورنہ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ اس سے مراد آپؐ کی بعثت ثانیہ ہے جو آپؐ کی غلامی میں ظاہر ہونے والے ایک اُمّتی نبی کی صورت میں ہو گی اور یہ اعزاز ایک فضل ہے جو اللہ جسے چاہے گا عطا کر دے گا۔ وہ بہت فضل اور احسان کرنے والا ہے۔ اس استنباط کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اس آیت کی تلاوت پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یہ نہیں پوچھا کہ وہ کون نازل ہو گا بلکہ یہ پوچھا کہ وہ کن کی طرف مبعوث ہو گا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو ان لوگوں میں ایک مرد یا بعض مرد ہوں گے جو اسے واپس ثریا سے زمین پر لے آئیں گے۔ اس سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہٖ دوبارہ مبعوث نہیں ہوں گے بلکہ آپؐ کا ایک غلام مبعوث ہو گا جو رجل فارسی الاصل یعنی اہلِ عجم میں سے ہو گا۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1030۔ فٹ نوٹ)

اسی سورۃ کی آیت 4 وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ پر گفتگو اِس سے قبل کر آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس سورۃ کے تعارف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس کے آخر پر یہ پیشگوئی بھی کر دی گئی کہ بعد کے آنے والے مسلمان مال کمانے اور تجارتوں میں مشغول ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس آیت کے متعلق بعض علماء کا یہ کہنا کہ گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپؐ کے انتہائی مخلص صحابہؓ جنہوں نے کبھی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرناک جنگوں میں بھی تنہا نہیں چھوڑا، جب تجارتی قافلوں کی خبریں سنا کرتے تھے تو آپؐ کو چھوڑ کر اُن کی طرف بھاگ جایا کرتے تھے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر ایک بہتان ہے۔ یقیناً اس میں آخَرِین کے دور کے مسلمانوں کا ذکر ہے جو عملاً اپنے دین سے غافل ہو چکے ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے۔"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1028)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

" توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفّت، عزّت اور حقّانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زُور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہئے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرمادیا ہے صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَکَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا۔ "

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 206۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرالیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم

کرے گا۔ مگر اس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ مُوسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اَتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔ اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعة:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اَلۡحَمۡدُ سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ **یہ مَیں ازخود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا، وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔**"

(ملفوظات جلد4 ایڈیشن1984ء صفحہ 14-15)

فرمایا:

"جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آ جاتا ہے۔ ایسا ہی اب مفاسد کے دُور کر دینے کا وقت آ گیا ہے۔ صادق کی توہین اور گستاخی انتہا تک کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر (نعوذ باللہ) مکھی اور زنبور جتنی بھی نہیں کی گئی۔ زنبور سے بھی انسان ڈرتا ہے اور چیونٹی سے بھی اندیشہ کرتا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے میں کوئی نہیں جھجکتا۔ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جتنا منہ ان کا کھل سکتا ہے انہوں نے کھولا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر سبّ و شتم کئے۔ اب واقعی وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کا تدارک کرے۔ ایسے وقت میں وہ ہمیشہ ایک آدمی کو پیدا کیا کرتا ہے جو اُس کی عظمت اور جلال کے لئے بہت جوش رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو باطنی مدد کا سہارا ہوتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کرتا ہے مگر اس کا پیدا کرنا ایک سنّت کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبۡدِیۡلًا۔" اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سنت کے موافق بھیجا ہے۔ خدا تعالیٰ کے

صحیفہ قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو آسمان پر تیاری کی جاتی ہے۔ یہی اس کا نشان ہے کہ یہ تیاری کا وقت آ گیا ہے۔ سچے نبی و رسول و مجدد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے اور ضرورت کے وقت آوے۔ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو؟ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کیا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حجروں میں بیٹھ جائیں تب بھی کام ہو جائے گا اور دجّال کو زوال آ جائے گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 396 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"سورۃ تکویر میں جہاں اس زمانے کے حالات کی پیشگوئیاں ہیں وہاں اسلام کی آئندہ ترقی بھی مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی وابستہ کی گئی ہے۔ ان کے ذریعہ سے اکٹھے ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں سے کسی کو اس خیال میں نہیں رہنا چاہئے کہ مسیح موعود کو مانے بغیر اسلام اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کرلے گا۔ یا یہ لوگ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لیں گے۔ جس طرح ان کا نظریہ ہے صرف خنزیروں کو مارنا ہی تو نہیں رہ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے تو یہ عیسائی قوم ہی کافی ہے، مارتے رہتے ہیں اور کھاتے رہتے ہیں، تو مسیح بیچارے کو آنے کی، اس مشکل میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کہلانے والے علماء کو بھی عقل دے اور مسلمان امت کو بھی کہ یہ حق کو پہچان سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سینہ کھولے، دماغ کھولے۔ ہمارا کام ان کے لئے دعا بھی کرنا ہے اور ان کو راستہ بھی دکھانا ہے، اور وہ ہمیں کرتے چلے جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ فروری 2006ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو ہر احمدی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ ہماری اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہی ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوتا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہمیں دوسرے مسلمانوں سے بھی اور غیروں سے بھی ممتاز کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا جیسا کہ

آپؑ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ مقصد بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ وہ راستے دکھانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے راستے ہیں۔ بندے کے تقویٰ کے معیار کو ان بلندیوں پر لے جانا ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو اور یہی باتیں ہیں جو ہمیں اس تاریک کنویں میں گرنے سے بچائے رکھیں گی جس سے ہم یا ہمارے باپ دادا نکلے تھے...... اور پھر آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعۃ:4) کہہ کر یہ بھی اعلان فرمادیا کہ آخری زمانہ میں ایک تاریکی کے دور کے بعد جب مسیح ومہدی مبعوث ہوگا تو وہ حقیقی اور کامل نمونہ ہوگا اپنے آقا و مطاع کے اُسوۂ حسنہ کا۔ پس یہ دَور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے۔ یہ دور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی تصویر ہمارے سامنے رکھی، یہ اصل میں اسی دور کی ایک کڑی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے۔ کیونکہ اصل زمانہ تو تاقیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے اور یہ بیعت بھی جو ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتا ہے آنحضرتؐ کے حکم سے ہی کرتا ہے۔ پس ایک مومن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر یہ تجدید عہد کہ وقت کی دُوری نے جس عظیم تعلیم اور جس عظیم اُسوہ کو ہمارے ذہنوں سے بھلا دیا تھا اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم ان نیکیوں پر کاربند ہونے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کریں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ اپریل 2008ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" کاش کہ مخالفین آپؑ کی کتب پڑھیں۔ آپؑ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات و نشانات کو دیکھیں جو صفحات پر نہیں جیسا کہ میں نے کہا کئی کتابوں پر مشتمل ہیں۔ زمانے کی ضرورت کو بھی دیکھیں بلکہ زمانے کی ضرورت کے مطابق خود یہ اعتراض کرنے والے علماء بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ زمانہ کسی مصلح اور مہدی کو چاہتا ہے لیکن پھر بھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کا خود بھی انکار کر رہے ہیں اور عامۃ المسلمین کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ آسمانی نشانیاں پوری ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں، لیکن پھر بھی یہ اپنی بدقسمتی کو ہی آواز دے رہے ہیں۔ اس طرف نہیں دیکھتے۔

آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح و مہدی آنے والا تھا وہ آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی عاشق اور غلامِ صادق بھی یہی ہے اور اس کی بیعت میں آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب ضروری ہے اور کامل وفا کے ساتھ اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں تو مسلمان ان کو ماننے کے بعد دنیا میں اپنی برتری منوا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں ورنہ یہی ان کا حال رہنا ہے جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ دے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ مارچ 2023ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے والا بنائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞

﴿5﴾ ﴿مشاہدات۔1229﴾

”متاعِ آسمانی“

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ)

(تقریر نمبر5)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:56۔57)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

معزز سامعین! حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے منظوم کلام بعنوان ”مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد اور مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین“ میں سے ایک شعر ہے جو مَیں نے تقریر کے آغاز میں پڑھا ہے۔ اس میں

الفاظ ”متاعِ آسمانی“ پر گفتگو جاری ہے اور اِن الفاظ کے تحت یہ پانچویں تقریر ہے۔ جس میں خاکسار کو خلافت کو متاعِ آسمانی ثابت کرنا ہے۔ خلافت کے معنی جانشینی کے ہیں اور خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

”خلیفہ کے معنی ہوتے ہیں جو حاکم کا قائم مقام ہو“

(تفسیر صغیر)

علامہ ابنِ تاثیر لکھتے ہیں کہ

”خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کردے“

(النہایہ جلد اول صفحہ 315)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 384)

اللہ تعالیٰ نے لفظِ ”خلیفہ“ کو قرآنِ کریم میں دو معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اوّل تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے اور راسخ کرنے کے لیے انبیاء کو خلیفہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا (البقرہ: 31) نیز حضرت داوٗدؑ کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مقرر کیا (ص: 27)۔ اِس معنوں کے اعتبار سے یہ خلافت براہِ راست ”متاعِ آسمانی“ ہے۔ اِس کے علاوہ دوسری خلافت انبیاء کی جانشینی کی ہے۔ جو عارضی بھی ہوسکتی ہے اور مستقل بھی۔ عارضی خلافت میں حضرت موسیٰؑ کی مثال دی جاسکتی ہے جب آپؑ نے حضرت ہارونؑ کو اپنی غیر حاضری میں اپنا جانشین مقرر فرمایا (الاعراف: 143)۔ اسی ضمن میں جو مستقل خلافت ہے اُسے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نام دیا جاسکتا ہے یعنی ایسی جانشینی جو نبوت کے رستہ پر استوار ہو یعنی نبی کی وفات کے بعد اُس کی جانشینی میں خلافت قائم ہو۔ جیسے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ راشدہ قائم ہوئی، پھر پیشگوئیوں کے

مطابق آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو جو ظلّی نبوت عطا ہوئی اس کے بعد بھی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جاری ہوئی جو بہت کامیابی کے ساتھ جاری وساری ہے اور اس مبارک خلافت کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَور میں اسلام احمدیت فتوحات اور ترقیات پا رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُسے اٹھائے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی، پھر اللہ جب چاہے گا اِس نعمت کو اٹھائے گا۔ پھر ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی جِس سے لوگ تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جابر بادشاہت آئے گی اللہ کا رحم جوش میں آئے گا اور اِس ظلم وستم کا دَور بھی ختم ہو جائے گا۔ اِس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر حضورؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اِس حدیث یا پیشگوئی پر غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو متاعِ آسمانی یعنی دو خلافتوں کا ذکر فرمایا ہے اور دونوں کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قرار دیا ہے۔ ایک خلافت اپنے بعد اور دوسری خلافت آخری زمانہ میں آنے والے نبی اللہ مسیح اور مہدی کے بعد جو اب بفضلِ اللہ تعالیٰ جاری وساری ہے۔ جو قیامت تک جاری رہے گی۔ حضورؐ اس خلافت کا ذکر فرما کر خاموش ہو گئے جس سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ یہ تا قیامت جاری رہے گی۔

ایک حدیث میں اپنے بعد کی خلافت کا دور 30 سال بیان فرمایا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 642)

انبیاء اپنے بعد خلافت کے قیام کے لیے بہت پُر امید ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ کچھ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع تھے کہ حضورؐ نے حاضرین سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہو تو سنائے۔ ایک شخص نے اپنا خواب یوں سنایا کہ ترازو آسمان سے لٹک رہا ہے جس میں آپؐ کا وزن حضرت ابو بکرؓ سے کیا گیا تو حضورؐ کا پلڑا جھک گیا یعنی بھاری نکلا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کا وزن حضرت عمرؓ سے کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کا وزن حضرت عثمانؓ سے کیا گیا۔ جس میں حضرت عمرؓ کا

پلڑا بھاری رہا۔ پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ جس کی تعبیر حضورؐ نے یہ فرمائی کہ "خلافت نبوت کی طرف اشارہ ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا" (حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 637)۔ جہاں تک جماعت احمدیہ میں خلفاء کا تعلق ہے۔ اِن کی تائید میں وہ حدیث سامنے رہنی چاہیے جس میں آنحضورؐ نے فرمایا:

"لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ"

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

کہ اہل فارس میں سے ایک شخص یا کچھ لوگ (ابنائے فارس) ایمان کو ثریا سے اُتار کر لوگوں کے دلوں میں بسائیں گے۔

اِس میں خلافتِ احمدیہ کے خلفاء کی طرف اشارہ ہے جن میں سے تین متبرّک ہستیاں یہ کام نہایت کامیابی سے سرانجام دے چکی ہیں اور اِن ابنائے فارس میں سے چوتھی ہستی اور خلافتِ خامسہ کے پانچویں مظہر نہایت کامیابی سے گمشدہ ایمان کو ہمارے دلوں میں اُجاگر کر رہے ہیں اور ایمان باللہ، ایمان بالرسولؐ کی خوشبو سے ہمیں معطر کر رہے ہیں۔

خوشا کہ ہے نورِ پایا ہم نے اس مہتاب سے
اپنے سینے ہیں فروزاں اس کی آب و تاب سے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔

"مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ"

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 119)

کہ کوئی نبوت ایسی نہیں جس کے بعد خلافت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت نمبر 56 میں فرماتا ہے۔

"اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔"

گویا خلیفہ خدا بناتا ہے خواہ یہ انتخاب مؤمنوں کی جماعت کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کروائے۔ دراصل وہ انتخاب مؤمنین سے اللہ تعالیٰ کرواتا ہے۔ توجو انتخاب مؤمنین کریں وہ خداتعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ کیونکہ خداتعالیٰ کی تائید اس وجود کے ساتھ ہوتی ہے۔ پھر خلیفہ کی ذات کو ایک امتیاز دیا جاتا ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ مومنین کی دعاؤں کی قبولیت بھی خلیفہ وقت کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی خلافت میں گو اگلے خلیفہ کا نام تو طے نہیں پاتا لیکن چونکہ یہ متاعِ آسمانی ہے اِس لیے آسمان پر اس کی تیاری ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ انتخاب کمیٹی کے اراکین کو خداتعالیٰ کنٹرول کر رہا ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہو اُس کے حق میں اللہ تعالیٰ ہاتھ کھڑا کروا دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ جب خداتعالیٰ کی تائید و نصرت خلافت کے ساتھ یا خلیفۃ المسیح سے ہوتی ہے تو ہمیں بھی خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ"

(ترمذی کتاب العلم)

کہ اے مسلمانو! تم پر میری اور میرے خلفاء کی پیروی لازمی ہے جو مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہے اور جن کی روشنی سے مومن رہنمائی پاتے ہیں۔

پھر خلافت سے قریبی تعلق اور خلیفۃُ المسیح کی اطاعت کو حرزِ جان بنانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لے اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خداتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے

تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 353)

سامعین! آج کی تقریر میں مَیں اگر ایک لطیف مثال اطاعت اور خلافت سے تعلق کے حوالے سے نہ دوں تو خلافت کو بطور "متاعِ آسمانی" سمجھنے کا حق ادا نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ:18)

کہ اونٹوں کی خلقت پر غور کرتے رہیں۔

اُس کے اندر اطاعت کا مادّہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وُہ جب اکٹھے چل رہے ہوں تو قطار میں چلتے ہیں اور کوئی اونٹ اپنے سے اگلے اونٹ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس کی مزید وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَيْثُمَا انْقِيْدَ انْقَادَ

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 638)

کہ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اُسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے ویسے تو اطاعت اور فرمانبرداری کے حوالے سے بہت سے جانوروں کی مثال دی جا سکتی ہے۔ چونکہ اونٹ عرب کے صحرا کا جانور تھا جو بڑا فائدہ مند تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اِس کی مثال دی ہے۔ اِس کے دیگر فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اکیلا تو چلتا ہی ہے لیکن اکثر سواریاں لے کر چلتا ہے۔ مال برداری بھی کرتا ہے۔ ایک مؤمن کو بھی چاہیے کہ وہ اکیلا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرے ضرور مگر اپنے ساتھ اپنے اہل خاندان، عزیز و اقارب اور دوستوں کو ساتھ لے کر چلے۔ پھر دوسری خوبی یہ ہے کہ اونٹ میلوں میل چلتا چلا جاتا ہے۔ بغیر پانی کے، بغیر غذا کے۔ ایک مؤمن کو بھی بغیر تھکن کے اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔ پھر وہ اپنی غذا کو لمبے عرصے کے لیے اپنے اندر جمع کر لیتا ہے کہتے ہیں کہ کوہان میں پانی ذخیرہ کرتا ہے۔ بعض لکھتے ہیں ہیں کہ کوہان میں جمع چربی اس کے لیے غذا اور پانی کے کام آتی ہے۔ الغرض جو بھی ہو وہ بڑے صبر اور استقامت سے اطاعت کرتا ہوا چلتا چلا جاتا ہے۔ بعینہ ایک مؤمن

کو اس کے تتبّع میں روحانی غذا کی Storage کے ساتھ مسلسل روحانی میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا چاہیے۔

خلافت ایک حصار ہے۔ صاحبِ ایمان لوگوں کے پختہ ایمان اور اعمالِ صالحہ اس حصار کے لیے مضبوطی کا باعث بنتے ہیں۔ جس پر خدا کے فضل پانی کی اُس آبشار کی طرح مسلسل نازل ہوتے ہیں جو بلندیوں سے اُتر ویران اور اُداس وادیوں کو سیراب کر جاتی ہے۔

سامعین! نبی کی وفات کے بعد نظامِ خلافت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ خدا تعالیٰ کی سُنَّت ہے اور جب سے اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سُنَّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) کہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوِی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

فرمایا:

''صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں، تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے، مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا

ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح واستحکام ہو تا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا، کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا...... ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا۔ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 229۔230)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"جو اِن (خلفاء) کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے اعمال صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔"

(الفضل 17/ ستمبر 1913ء)

وہ لوگ جو خلافت کے منکر ہیں وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر موجود ہیں اور قریب ہے وہ اس میں گر جائیں یا گرا دیئے جائیں۔ آیت استخلاف میں جس خوف کا ذکر ہے اس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے یہی گڑھا قرار دیا ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے۔ قہر الٰہی کی آگ ہے۔ بدامنی، قتل و غارت اور لڑائی جھگڑے کی آگ ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل خلافت ہی وہ حصار ہے جس کی فصیلیں خوف وہراس اور ڈر کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ وہ خوف خواہ منافقت کا خوف ہو، دشمنی اور عداوت کا خوف ہو اور خواہ وہ جنگ و جدل کا خوف ہو اور ہم روزانہ ہی اس بات کے گواہ قرار پاتے ہیں کہ جس بڑی سے بڑی طاقت یا حکومت یا کسی تنظیم نے خلافت سے ٹکر لی ہے۔ جو بھی خلافت حقہ سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

(خلافت حقّہ اسلامیہ صفحہ 18)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلافت کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔"

(درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ 1921ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے بھی جو آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15/نومبر 1946ء صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے، وہ نہیں بنا سکتے، کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے"

(الفضل انٹرنیشنل، 12/پریل 1993ء)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"احمدیت نے دنیا کو محض نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے ہی از سر نو وہ اسلام نہیں دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا بلکہ وہ نظام بھی عطا کیا جو اس آسمانی پانی کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور دُنیا کے کونے کونے تک اس کی ترسیل کا انتظام کرتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے اسلامی اصطلاح میں "نظامِ خلافت" کہا جاتا ہے جس کے بغیر دینی اقدار کی کماحقہ حفاظت ناممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

سے آج تک کی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ نظام خلافت کا ہاتھ سے جاتا رہنا ہے۔ یہ صرف اسلام کا المیہ ہی نہیں بلکہ فی الحقیقت اسے چودہ سو سال میں تمام بنی نوع انسان کا سب سے بڑا المیہ کہنا چاہئے کیونکہ دنیا کی اکثریت کی اسلام سے محرومی کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی نظام خلافت کی برکات سے محروم ہے۔ “

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/مارچ 1988ء)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کے حوالہ سے فرمایا:

”ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اسلام کی تاریخ میں مختلف ادوار میں آنے والے مسلمان سربراہان حکومت اپنے آپ کو خلفاء کہلاتے رہے۔ یہ بتاتے رہے کہ ان کا مقام خلیفہ کا مقام ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جو پہلے چار خلفاء ہیں ان کو ہی خلفائے راشدین کا مقام دیتی ہے۔ انہی کا دور خلافت راشدہ کا دَور کہلاتا ہے۔ یعنی وہ دَور جو ہدایت یافتہ اور ہدایت پھیلانے والا دَور تھا جو اپنے نظام کو اس طرح چلاتے رہے جس طرح انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چلاتے دیکھا۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق اس نظام کو چلایا۔ خاندانی بادشاہت نہیں رہی بلکہ مومنین کی جماعت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رداء انہیں پہنائی۔ لیکن ان کے علاوہ باقی خلفاء خاندانی بادشاہت کو ہی قائم رکھتے رہے اور حرف بہ حرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جب پہلی دو باتوں میں یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی تو جو آخری بات آپ نے بیان فرمائی اس میں بھی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول نے ہی پورا ہونا تھا کہ اس دنیاداری اور مسلمانوں کے بگڑے ہوئے حالات کو دیکھ کر وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت قائم رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا تھا اس کا رحم جوش مارتا اور خلافت علی منہاج نبوت کو دنیا میں دوبارہ قائم فرماتا۔ اور ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کے مطابق اپنے رحم کو جوش دلایا۔

اس کا رحم جوش میں آیا اور ہمارے آقا و مولیٰ کی بات کو پورا فرماتے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ خلافت علی منہاج نبوت کو قائم فرمایا۔ آپ کو جہاں امّتی نبی ہونے کا مقام عطا فرمایا وہاں خاتم الخلفاء کے مقام سے بھی نوازا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور خاتم الخلفاء کے ذریعہ سے ہی جاری ہونا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری سے حصہ پانے والوں میں شامل ہیں جو آپ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی ہمیں عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کی وضاحت میں جن بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملایا تھا ان میں ہم شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان ثریّا سے زمین پر لے کر آئے گا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ باب قولہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ 4897) ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا۔

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 329 خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ مئی 2015ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ مسیح موعود کے بعد دائمی خلافت کا سلسلہ بھی قائم رہنا ہے تو ہمیں اس سے فیض اُٹھانے کے لئے خیر القرون کے زمانے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں وہ روح پھونکنی ہوگی اور پھونکتے رہنا چاہئے کہ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اگر یہ نہیں ہوگا پھر ہم اُس عمدہ زمانے کی خواہش رکھنے والے نہیں ہوں گے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے، بلکہ اندھیرے دور میں پھر ڈوبتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کوشش کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔“

(خطبات مسرور، جلد 10 صفحہ 399، خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ جون 2012ء)

سامعین! آج ہمارا کام ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ چمٹ جائے۔ اس کی قدر کریں۔ یہ انعام خلافت کوئی معمولی نہیں ہے۔ پھر ہم نے دیکھا اور دیکھ رہیں ہیں کہ خلافت کے ساتھ ٹکر لینے والے کو خدا تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا اور خلافت احمدیہ ترقی چلی جا رہی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو تمام دنیا

پر پھیلایا جارہا ہے۔اب اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ اس اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم خلافت کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور خلافت کے دست بازو بنے رہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے بابرکت نظام سے ہمیشہ منسلک رکھے اور ہماری نسلیں اس نظام کا حصہ بنتی چلی جائیں۔آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)

﴿6﴾ ﴿مشاہدات۔1230﴾

"متاعِ آسمانی"

(صحابہ رضوان اللہ علیہم)

(تقریر نمبر6)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:30)

کہ محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

معزز سامعین! مَیں آج متاعِ آسمانی پر چھٹی تقریر کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ تقریر کا عنوان **"متاعِ آسمانی"** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر سے لیا گیا ہے۔ جس کو مَیں آغاز تقریر میں پڑھ آیا ہوں۔ یہ منظوم کلام بہت سے تربیتی و اصلاحی پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ آج مَیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بطور آسمانی تحفہ یا متاعِ آسمانی پیش کرنے جارہا ہوں۔ کیونکہ روحانی باپ اور اُس کے روحانی فرزند پر ایمان لانے والے ایسے فدائی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے جان کی بازی لگادی۔ اپنی عزّت، اپنے اموال اور اپنے اوقات کو اسلام کی سر

بلندی کے لئے وقف کئے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِسی منظوم کلام میں دونوں کے صحابہؓ میں مماثلتوں کو سامنے رکھ کر فرمایا:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس منظوم کلام میں صحابہؓ کو بھی متاعِ آسمانی قرار دیا ہے اور واقعتًا یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کسی انسان کو جو وفادار ساتھی مل جائے تو وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا اور ایک انعام ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ اگر کسی مرد کو وفادار اور مطیع و فرمانبردار اہلیہ مل جائے یا اگر کسی خاتون کو اُس کی عزت کرنے والا خاوند مل جائے تو یہ خدا کی عنایت سے کم نہیں۔ فرمانبردار اولاد، عزیز و اقارب اور دوست احباب بھی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہوتے ہیں۔ انبیاء اور رُسل کو اللہ تعالیٰ جو پیروکار عطا کرتا ہے وہ بھی اطاعت اور فرمانبرداری کے مجسّمے ہوتے ہیں۔ انبیاء اور رُسل کی محبت خدا تعالیٰ اِن مطیع و فرمانبردار صحابہ کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ بالخصوص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ وفاداری اور آپؐ کی اطاعت میں تمام سابقہ انبیاء کے ماننے والوں سے سبقت لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اِن کی قربانیوں اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے ساتھ محبت و عشق کو دیکھ کر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا سرٹیفیکیٹ دیا ہے۔ یہ صحابہؓ اسلام کے درخت کے میٹھے، شیریں اور لذیذ پھل تھے۔ یہی کیفیت آپؐ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے مبارک وجودوں کی ہے۔ اِسی مماثلت کو غائبانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نہیں جانتا میری امت کا پہلا حصّہ بہتر ہے یا آخری حصّہ بہتر ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث نمبر 971)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اِس زمانہ سے بہتر زمانہ اچھے اثرات کے لحاظ سے مجھے نظر نہیں آتا البتہ اگر کوئی نبی آئے تو اُس کے زمانہ کی برکات کی اَور ہی بات ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث نمبر 993)

سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے ایسے ایمان افروز واقعات رکھنے جارہاہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وفاداری کے عکاس ہوں گے اور انہیں متاعِ آسمانی کہا جاسکتاہے اور آپؐ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء کے ایسے واقعات بیان کروں گا جن دونوں میں ہم رنگی، یگانگت اور مماثلت قائم ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ صحابہ رسولؐ کی طرح قربانیاں کرنے والوں کی طرح آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور میں تن، من دھن کی قربانیاں کرنے والے پیدا کیئے تو اِس سے بھی آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثاث اور متاع میں اضافہ ہوتاہے کیونکہ احمدیت، اسلام کا ہی تسلسل ہے اِسی لئے جماعت احمدیہ میں احمدیت کا جب ذکر ہوتاہے تو اسلام احمدیت کو ملا کر بولا جاتاہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، اسلام کے دَورِ اوّل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وفا دار اور مطیع وفرمانبردار صحابی تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ مسجد کی طرف نماز کی ادائیگی کی غرض سے آرہے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر صحابہؓ سے وعظ فرمارہے تھے۔ آپؐ نے مسجد کے اندر موجود صحابہؓ سے رش کے پیشِ نظر فرمایا کہ "بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسجد کے اِس قدر قریب پہنچ چکے تھے کہ آپؓ کے کانوں میں حضورؐ کی بیٹھ جاؤ کی آواز پہنچ گئی۔ آپؓ اپنے آقا حضورؐ کی اطاعت میں مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے اور پرندے کی طرح پُھدک پُھدک کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ ایک دیکھنے والے نے آپؓ سے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مسجد میں موجود صحابہؓ سے مخاطب ہیں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اگر مسجد تک پہنچتے پہنچتے میری جان نکل جائے تو مَیں اپنے خدا کو کیا جواب دوں گا کہ خدا کے فرستادہ کی آواز میرے کانوں میں پڑی اور اس پر مَیں عمل نہیں کرپایا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

دَورِ آخر میں حضرت بابا کریم بخش سیالکوٹیؓ کے مثالی اطاعت کا واقعہ تاریخ احمدیت کے زیور کا حصّہ بنا ہے کہ جب آپؓ قادیان میں مسجد اقصیٰ کی طرف جا رہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسجد میں موجود صحابہؓ کو یہ ہدایت سُنی کہ بیٹھ جاؤ۔ یہ آواز آپؓ کے کانوں نے بھی سماعت کی تو آپؓ وہیں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر پہنچے اور حضورؑ کا وعظ وہی بیٹھے سُنا۔

(10 تقاریر بعنوان صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔ مرتبہ حنیف محمود۔ صفحہ 11)

اس ایمان افروز واقعہ سے ملتا جلتا نظارہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں مؤرخہ 22 / اگست 2021ء کو PST آرینا سے ملحقہ فٹ بال گراؤنڈ میں اُس وقت دیکھنے کو ملا جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 1500 سے زائد خدام کے سامنے بڑی سکرین پر ورچوئل خطاب کرنے نمودار ہوئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے دوران بہت تیز، موسلا دھار بارش برسنے لگی اور یہ خدام نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے اپنے جان سے پیارے آقا کا خطاب سنتے رہے۔ یہ خدام نہ ذرا بھر ہلے اور نہ حرکت کی کہ جیسے اِن کے سروں پر بیٹھے ہوئے پرندے کہیں اُڑ نہ جائیں اور ایک چٹان کی مانند وقار کے ساتھ حضور انور کے کلمات طیبات اپنے دلوں میں اُتارتے چلے گئے اور نہ ہی کسی نے اپنی باڈی لینگوئج سے کوئی پریشانی کا اظہار کیا۔ کیونکہ مادی پانی، بارش کی صورت میں زوروں سے برس رہا تھا تو دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک کلمات اور نصائح روحانی پانی کی آبشاروں کی صورت میں اُتر رہا تھا، جن سے ہر خادم اپنی روح کو تسکین دیتے ہوئے فائدہ اُٹھا رہا تھا۔ اِس لئے خدام اپنے کپڑوں کو سیمٹنا تک بھول گئے۔ اطاعتِ خلافت کی خاطر پوری توجہ اور شوق سے پانی میں بھیگتے چلے گئے۔ انتظامیہ نے اس دوران Rain coats تقسیم کرنے شروع کئے جو بعض خدام نے اٹھ کر پہن لئے۔ بعض دو دو تین تین خدام نے اپنے سروں پر رکھ لئے۔ کیا مجال تھی کہ کوئی بچہ، کوئی خادم پریشانی کے عالَم میں اپنے سر کو ہلائے یا حرکت کرے۔ بعض خدام کے حصّہ میں Rain coat نہیں بھی آئے۔ وہ بھی آرام سے بھیگتے رہے۔ حضرت صاحب یہ سارا نظارہ اپنی مبارک آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور حضور نہایت خوشگوار موڈ میں تھے۔ روحانی پروگرام اس مادی بارش کے دوران آگے بڑھتا رہا۔ حضور نے آخر میں ماشاء اللہ، ماشاء اللہ کہہ کر جرمنی کے خدام پر بڑے اچھے الفاظ میں خوشنودی کا اظہار کیا اور خراج

تحسین پیش فرمایا کہ آپ خدام میں یہ صلاحیت اور جذبہ و ہمت بھی موجود ہے کہ اس جیسے موسم میں بھی آرام سے بیٹھے رہے ہیں۔ اُسی روز حضور کے ارشاد پر اِس محفل میں شامل تمام خدام کے گھروں میں Aconite(1M) فوری طور پر بھجوائی گئی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اِس واقعہ سے اس حد تک محظوظ ہوئے کہ مورخہ 3/ستمبر 2021ء کو اطفال الاحمدیہ جرمنی کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں حضور نے مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ سے بارش کے واقعہ کے حوالے سے مخاطب ہو کر، صحابہ سے ملاجب مجھ کو پایا، کی عملی تصویر کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

"آج اِن اطفال کو آپ نے ہال میں بٹھایا ہوا ہے۔ چونکہ بارش کا تجربہ آپ نے خدام کے ساتھ کر لیا ہے۔ ویسے تو ماشاء اللہ یہ بھی مجاہد ہیں سارے۔ آج کل بدری صحابہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہاں تو آندھی بھی آئی اور بارش بھی ہو گئی۔ لیکن وہ تیرہ چودہ سال کے لڑکے ہی تھے جو قائم دائم رہے۔ فکر نہ کرو۔ ہمارے یہ اطفال بھی سارے مجاہد ہی ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ لوگ خاموشی سے آئے اور محبت و تعلق وفا اور اطاعت کی مثالیں رقم کرتے ہوئے خاموشی سے چلے گئے۔ جہاں ہم ان بزرگوں پر رشک کرتے ہیں کہ کس طرح وہ قربانیاں کر کے امام الزماں کی دعاؤں کے وارث ہوئے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ آج بھی ان دعاؤں کو سمیٹنے کے مواقع موجود ہیں۔ آئیں اور ان وفاؤں، اخلاص، اطاعت، تعلق اور محبت کی مثالیں قائم کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ یاد رکھیں جب تک یہ مثالیں قائم ہوتی رہیں گی زمینی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔"

(الفضل انٹر نیشنل 12/دسمبر 2003ء۔ صفحہ 9)

سامعین! جس آیت کی خاکسار نے آغاز میں تلاوت کی ہے۔ وہ الفتح کی آیت 30 ہے۔ جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی سیرتِ طیبہ کے کچھ پہلو بیان ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک اِن کی مثالی عبادات ہیں۔ جس کے متعلق کہا گیا تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ

وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کہ تُو انہیں رکوع کرتے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اقتداء میں صحابہؓ لمبی لمبی نمازیں ادا کرتے تھے۔ مسجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے لئے پہلی صف میں جگہ لینے کے لئے نماز سے بہت پہلے آجاتے۔ جب صحابہؓ میں اس حوالہ سے جھگڑا ہونے کے امکان پیدا ہوئے تو حضورؐ نے اِس امر کا خدشہ ظاہر فرمایا کہ آئندہ شاید پہلی صف کے لئے قرعہ اندازی کروانی پڑے۔ آنحضورؐ خود تو ایک ایک رکعت میں سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کا اتنا لمبا عرصہ کھڑا رہنے سے پاؤں سوجھ جاتے اور جب اللہ کے حضور گڑ گڑاتے تو ہنڈیا میں پانی اُبلنے کی آواز کی طرح آواز آتی ۔ نابینا صحابہؓ بھی نماز ادا کرنے مسجد آتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں بھی قیامِ عبادت، توجہ الیٰ اللہ اور اقامتِ صلوٰۃ کی بے شمار نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں موجود ہیں۔ اِن کی باجماعت نمازوں کا التزام و اہتمام اور اِن میں سوز و گداز غیر معمولی تھا۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ مَیں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا، مانگوں گا۔ مگر جب مسجدِ مبارک میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اُس کے الحاح کی وجہ سے مَیں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور مَیں بھی دعا میں محو ہو گیا کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے، وہ اس کو دے دے اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا: میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپؓ نے فرمایا: مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کر کے دکھا۔“

(الفضل 16 / فروری 1968ء)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی آخرین کے ہم مِثل صحابہؓ کی مماثلتیں اور یکرنگیوں کا مضمون اتنا وسیع، دلچسپ اور ایمان افروز ہے کہ اِس کے بیان کے لئے قرطاس کا انبار چاہیے۔ لکھا ہے کہ ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور ان کی کوشش رہتی تھی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم "اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو" پر تعمیل کی غرض سے، مَیں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ مَیں اِس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا، تم واپس لوٹ جاؤ تو مَیں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابوجعفر محمد بن جریر الطبری جلد 18 زیر آیت سورۃ النور: 28)

جماعت احمدیہ میں بھی عشاقِ قرآن اور عشاقِ رسولؐ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مَیں یہاں صرف حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی مثال دینا چاہوں گا جو اُن عشاقِ قرآن میں سے ایک تھے جنہوں نے احکام قرآنیہ کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں اور اپنی زندگی پر انہیں اپلائی کیا کرتے تھے۔

اس طرح فدائیت اور اخلاص کے سینکڑوں واقعات ہیں جو محض اور محض مائدہ آسمانی ہیں، سرمایہ آسمانی ہیں۔ اثاثہ آسمانی ہیں۔ متاعِ آسمانی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے مَیں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔"

فرمایا:

"حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیحؑ کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے،

ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی......اِس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپؐ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا۔ یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا۔ اپنے املاک واسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامّل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اِسی طرح مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبے کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 223-224۔ ایڈیشن 2003ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" یہ صدق ووفا اور اخلاص و مروّت دکھانے والوں کے نمونے ہمیں اس شان سے نظر آتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسی نے نہ صرف ان کی محبتوں کے رخ بدل دیے۔ پہلے محبتوں کے رخ کسی اور طرف تھے پھر اَور طرف کر دیے۔ دنیا سے خدا کی طرف کر دیے۔ بلکہ ان محبتوں کے پیمانوں کو وہ عروج عطا کر دیا، وہ بلندیاں دے دیں جس کی مثال پہلے دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبصورتی سے اس عروج اور بلندی کی مثال دی ہے کہ فرمایا کہ ان کے اس معیار محبت اور قربانی کی سابقہ انبیاء کی زندگی میں بھی مثال نہیں پائی جاتی اور جہاں تک نبیوں کے ماننے والوں کا سوال ہے تو ان کی شان کیا، ان کی حالت تو صحابہ کے مقابلہ میں بہت ہی گری ہوئی تھی۔ یہ صحابہ اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پاک تھے۔ صاف دل ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو کر صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے والے تھے اور جب یہ حالت ہو تو پھر خدا تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور بے انتہا نوازتا ہے اور ہم صحابہ کی زندگی میں یہ باتیں دیکھتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 9/ مارچ 2018ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴿7﴾ ﴿مشاہدات۔ 1231﴾

"متاعِ آسمانی"

(انعامات الٰہی و شکر خداوندی)

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم:8)

یعنی جب تمہارے ربّ نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو مَیں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے اوپر پڑھے گئے شعر میں موجود الفاظ "متاعِ آسمانی" پر لب کشائی کرنی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ میری ساتویں تقریر ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے انعامات، فضل اور اس پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی بات کروں گا۔ یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر جو نعمتیں اُترتی ہیں یا اُتاری جاتی ہیں اور اِن پر بندے جو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ انسان اُسی وقت کرتا ہے جب خدا تعالیٰ اُسے توفیق دیتا ہے۔ جب توفیق خدا دیتا ہے تو یہ متاعِ آسمانی ہی ہے۔ کیونکہ متاعِ آسمانی وہ الٰہی خزانے ہیں۔ جس میں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور دُکھی انسانیت کی خدمت ہے۔ اس کی تائید اُس منظوم کلام سے ہوتی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے "آمین" کے عنوان کے تحت لکھی۔ اس کے تمام اشعار ہی کسی نہ کسی رنگ میں انعاماتِ الٰہی پر شکر خداوندی پر مشتمل ہیں۔ بلکہ اس منظوم کلام کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری پر ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں۔

خدایا اے میرے پیارے خدایا
یہ کیسے ہیں ترے مجھ پر عطایا

اور اپنی اولاد کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا قرار دے کر اس نعمت پر بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔ وہ قرآن کریم کی نعمت سے جو بار آور ہوئے ہیں اُس پر شکریہ ادا کیا ہے۔ پھر دشمنوں کے مقابل پر اپنی حفاظت اور جماعت کی ترقیات و فتوحات پر جو صرف اور صرف خدا کی دین ہے اس پر بار بار فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ کہنا بھی شکرِ الٰہی کے زُمرے میں آتا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک پر اچھی صحت کے حوالے سے، اچھی جاب ملنے کی صورت میں، اچھی بیوی ملنے پر اور بیوی کو اچھا خاوند ملنے پر، نیک، صالح اور پڑھی لکھی اولاد ملنے پر، قابلِ قدر والدین کی صورت میں اور روحانی معنوں میں نیک، صالح اور اسلامی اطوار والا وجود بننے پر، نمازی، قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے نیز تسبیحات و درود پڑھنے پر الحمد للّٰہِ ربِّ العٰلمین کا ورد کرنا اور شکرِ الٰہی کے دیگر طریق کو اپنانا ایک متاعِ آسمانی ہے۔ خدا کی عنایات میں سے ایک عنایہ ہے۔ جس کی قدر کرنا بہت ضروری ہے اور زیرِ لب حمدِ الٰہی اور شکرِ الٰہی کرنا انعاماتِ الٰہیہ میں مزید اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراہیم :8) کہ اگر تم شکرِ الٰہی کرو گے تو مَیں انعامات اور افضال میں اضافہ کرتا چلا جاؤں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ جس قدر اخلاقِ حسنہ کا ذکر قرآن و احادیث اور دیگر کتب میں ملتا ہے یا ماحول میں بسنے والے بزرگوں، ہم عمر دوستوں یا ہم جھولیوں میں دیکھ کر اپنی اصلاح کی طرف ذہن مائل ہوتا ہے۔ وہ تمام انعاماتِ الٰہیہ ہیں۔ جیسے عدل ہے، احسان ہے، ہمدردی خلق ہے، والدین سے حسن سلوک ہے، غرباء کی دیکھ بھال ہے، ہمسایہ اور ماتحتوں سے حسنِ سلوک ہے، ایثار، عفو و درگزر، عہد کی پاسداری، اصلاح بین الناس، امانت و دیانت، سچائی اور سچی گواہی دینا، پاک دامنی، تواضع وانکساری اور حسن ظنّی کے علاوہ بہت سے اخلاقِ فاضلہ کا حامل ہونا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء وبزرگان کی سیرت کو پڑھنا، اُن کے اخلاق کو اپنے اندر جذب کرنا اور اپنے جسم وبدن کو زرخیز مٹی بنائے رکھنا نعمتِ الٰہی سے کم نہیں تا اِن بزرگوں کے اخلاق واطوار کے نرم ونازک پودوں کو اپنی زرخیز زمین میں لگا کر تعلیماتِ قرآنیہ کے پانی سے اِسے وَتر میں رکھنا بھی خدا تعالیٰ کی ایک عنایہ ہے جس پر جتنا بھی اپنے خداوند کریم کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

(الاحزاب:22)

کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

اب دیکھیں! اِس آیتِ کریمہ میں جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کو نمونہ قرار دیا ہے اور ساتھ ہی فرمادیا کہ یہ نمونہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید میں رہتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ گویا انعاماتِ الٰہیہ کے مضمون کو شکرِ الٰہی سے جوڑ دیا ہے۔ آپؐ کے اخلاق کو اپنانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپؐ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) کے بلند مرتبہ ومقام پر قائم ہیں۔

سلیقہ گفتگو سیکھو نبیؐ سے
باتیں پُر ہیں جس کی چاشنی سے

حاضرین کرام! جہاں تک شکرِ الٰہی کا تعلق قرآن کریم کے حوالے سے ہے۔ احسان مند ہونے کا فائدہ انسان کو خود ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (النمل:41)

کہ جو بھی شکر کرتا ہے تو اپنے نفس کے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو مِرا رب یقیناً بے نیاز اور بڑی سخاوت والا ہے۔ اسی مضمون کو سورۃ لقمان میں بیان کیا ہے جب حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے

کو نصائح فرمارہے ہیں۔ اِن نصائح کی تعداد 13 کے قریب ہے لیکن پہلی بنیادی نصیحت اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے متعلق ہے اور یہ شکر محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہے۔ اور یہاں سورۃ النمل کے مقابل پر فرمایا کہ جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی اور حمید یعنی صاحب تعریف ہے۔ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (لقمان:13) شکر گزاری کی اہمیت، افادیت اور برکات کا اظہار اس سے بھی دوگنا ہوجاتا ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو جو نصائح فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی کتاب قرآن کریم میں محفوظ کیا۔ اُن 13 نصائح میں سے دو دفعہ شکر بجالانے کی نصیحت ہے۔ لقمان آیت 15 میں اللہ کے شکر کے ساتھ والدین کے شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ شاید اِس کی یہ وجہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو دنیا میں لانے کا ارادہ کرتا ہے تو ماں باپ کو وسیلہ بنادیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک جس کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے جو ناقابل معافی ہے اِس سے قبل شکرِ خداوندی اور والدین کا ممنونِ احسان ہونے کا ذکر ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ لقمان کے تعارفی نوٹ میں بیان فرماتے ہیں۔

"اس کے بعد انسان کو شکر کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے جو اس سورت کریمہ میں ایک مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ بار بار حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو شکر کی نصیحت فرماتے ہیں۔ بس حضرت لقمانؑ کو جو حکمت عطا ہوئی اس کا مرکزی نکتہ ہی شکرِ الٰہی ہے جس سے ان کی نصیحت کا آغاز ہوتا ہے"

(ترجمہ القرآن صفحہ 710)

جماعت احمدیہ پر من حیث الجماعت جو برکات اور نعماء نازل ہوتی ہیں۔ وہ گو جماعتی برکات ہیں مگر انفرادی طور پر ہم میں سے ہر ایک کو دُعا کرنے اور شکر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سامعین! اِس متاعِ آسمانی کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اِس کے ثمرات نہیں بتارہا بلکہ انسان کو شکرِ الٰہی کے حصول کی دعائیں بھی سکھلاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (النمل:20)

کہ وہ (یعنی سلیمان) اس کی اس بات پر مسکرایا اور کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ مَیں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی دعا قدرے معمولی فرق کے یوں سکھلائی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:16)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

سامعین! شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے اور اس کا حکم بھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (البقرہ:154)

یعنی پس میرا ذکر کیا کرو مَیں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

شکر کی ادائیگی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، زبان سے "الحمد للہ" کہنا بھی اس کی ایک صورت ہے، صرف یہ کہنا کہ "اے اللہ تیرا شکر ہے" بھی شکر میں داخل ہے، روز کے دو رکعت نفل پڑھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی دن بھر کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کیا جا سکتا ہے، بلکہ تمام عبادات کی ادائیگی در حقیقت اللہ تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی میں داخل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عبادات میں بہت زیادہ مشقّت اٹھایا کرتے تھے تو کسی نے کہا کہ آپ کے سارے اگلے پچھلے گناہ (بالفرض اگر ہوتے تو) معاف کر دیے گئے ہیں، پھر آپ کیوں اتنی محنت کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا مَیں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟" گویا ساری عبادات ہی اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ہیں۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اُس کے افضال پر شکر گزاری اور احسان مندی کا مضمون بہت گہرا اور لطیف ہوتا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کوئی احسان کرے یعنی خدا کا بندا کسی پر احسان کرے تو وہ اس کا جواب جزاکُم اللّٰہُ خَیْرًا کہہ کر دے۔ اِس صورت میں جو

اللہ تعالیٰ کی ثناء اُس نے کی وہ بھی شکر کا ایک انداز ہے۔(ترمذی کتاب البرّ و الصّلہ)۔جزاکم اللہُ خَیْرًا کہنے سے قبل اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ لیا کرو کیونکہ تم پر احسان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے ہی مقرر کیا ہے۔ مَیں نے ایک بزرگ کو بہت معمولی رقم کے صدقہ کی رسید کٹواتے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم کی دعا کرتے دیکھا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا اپنا اپنا انداز ہے۔ قرآن اور احادیث کی قریباً تمام دعائیں اور اپنی زبان میں موقع و محل کے مطابق دعائیں کرنا اور اپنے خدا پر توکّل کرنا اور قبولیت کے لئے خدا پر بھروسہ کرنا بھی شکرِ خداوندی ہے۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کی سچے دل سے شکر گزاری کا ایک بڑا مشہور واقعہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔اُن کو دلی کے بالائی والے لڈو بہت پسند تھے۔ کوئی مرید دو لڈو تحفۃً دے گیا۔ آپؒ نے وہ دونوں لڈو سامنے بیٹھے ایک شاگرد غلام علی شاہ کو دے دیے جنہوں نے وہ دونوں لڈو ایک ہی دفعہ کھا لیے جسے حضرت مرزا مظہرؒ نے ناپسند فرمایا اور شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لڈو ایسے نہیں کھاتے۔ چند دنوں کے بعد جب لڈو دوبارہ آئے تو آپؒ نے ان میں ایک لڈو کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ بآواز بلند سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ واہ مظہر جان جاناں! تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا اور شاگرد سے پوچھنے لگے کہ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنے ہوں گے؟ جب جواب میں بالائی، میدہ اور کچھ میٹھا سنا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ میٹھا کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہنے لگے دیکھو! میاں غلام علی! زمیندار راتوں کو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، پانی دیا، ایک لمبے عرصے تک محنت و مشقت برداشت کی صرف اس لیے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھا لے۔ پھر تسبیح و تحمید کرنے کے بعد کہنے لگے کہ یہ زمیندار مسلسل چھ ماہ کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر گنے کو بیلا، بھٹی جلا کر کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں جھونکا۔ محض اس لیے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھا لے۔ پھر میدہ اور بالائی کی تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی اور کہنے لگے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے اس لیے کروائے کہ مظہر جانا جاناں ایک لڈو کھا لے اور پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 18-19)

اچھا صاف ستھرا لباس پہننا اور عمدہ رہن سہن اختیار کرنا یعنی خوشحالی کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک ہے اگر تکبّر اور اسراف کا پہلو نہ ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی دوست یا عزیز آپ کو تحفہ دے تو اس کا بدلہ ضرور دیا کرو اگر استطاعت نہ رکھتا ہو تو تعریف کے رنگ میں اس کا ذکر کر دے تو اُس نے شکر کا حق ادا کر دیا اور اگر تعریف کا ایک کلمہ تک نہ کہے تو وہ ناشکری کا مرتکب ہو گا۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت اور محنت کے دکھائی ہے۔ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے “

(ملفوظات جلد اول صفحہ 95-94 جدید ایڈیشن)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانے میں حاصل ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ریل، تار، ڈاک، ڈاک خانہ، پولیس وغیرہ انتظام کو دیکھو کس قدر فوائد پہنچتے ہیں۔ آج سے 60-70 برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام و آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیوں کر شکر نہ کریں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 547)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پھر شکر گزاری کے بھی کئی طریقے ہیں۔ اُن طریقوں کو ہمیشہ روزانہ اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہے۔ ایک احمدی جو ہے، حقیقی مومن جو ہے وہ شکر گزاری کے ان طریقوں کو تلاش کرتا ہے۔ تو پھر دل میں بھی شکر گزاری کرتا ہے۔ پھر شکر گزاری زبان سے شکریہ ادا کر کے بھی کی جاتی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی

حمد کرتا ہے یا کسی دوسرے کی شکر گزاری بھی کرتا ہے تو زبان سے شکر گزاری ہے۔ اور پھر اپنے عمل اور حرکت وسکون سے بھی شکر گزاری کی جاتی ہے۔ گویا جب انسان شکر گزاری کرنا چاہے تو اس کے تمام اعضاء بھی اس شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں یا انسان کے تمام جسم پر اس شکر گزاری کا اظہار ہونا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ جب بندوں کا شکر کرتا ہے۔ یہاں شکر گزاری کا جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری انسان پر انعامات اور احسانات ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری جب انسان کرتا ہے تو ان باتوں کا اسے خیال رکھنا چاہیے کہ انتہائی عاجزی دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا جائے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے پیار کا اظہار کرنا اور اس کے پیار کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو علم میں لانا۔ ہر فضل جو انسان پر ہوتا ہے اس کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ علم ہونا چاہیے کہ ہر نعمت جو مجھے ملی ہے وہ اللہ کے فضلوں کی وجہ سے ملی ہے۔ یہ احساس پیدا ہونا چاہیے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ پھر اس کے انعامات اور احسانات کا منہ سے اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی حمد سے اس کے ذکر سے تر رکھنا۔ پھر یہ بھی کہ اس کی مہیا کردہ نعمتوں کو اس رنگ میں استعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والی ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ان باتوں کے کرنے کے نتیجے میں پھر ایک شکر گزاری حقیقی رنگ میں شکر گزاری بنتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے ایسے شکر گزار بندوں کو مزید انعامات اور احسانات سے نوازتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح شکر گزار ہوگے تو لَاَزِیدَنَّکُم میں تمہیں اور دوں گا، اس کو حاصل کرنے والے بنوگے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/جولائی 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس متاعِ آسمانی کی حقیقی قدر کرتے ہوئے اپنے اوپر برسنے والی نعماءِ الٰہی کا شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ: جہانزیب قریشی۔ بیلجئیم)

۞۞۞۞

﴿8﴾ ﴿مشاہدات۔1232﴾

"متاع آسمانی"

(اطاعت و فرمانبرداری)

(تقریر نمبر8)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء:60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُو الامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

صد رنگ ہیں پھول اس میں چشمے ہیں گھنا سایہ
جنت کے مشابہ ہے گلزار خلافت کا

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **اطاعت و فرمانبرداری**

الف کی زیر کے ساتھ 5 حرفی لفظ "اِطاعت" کے لغوی معنی فرمانبرداری اور اصطلاحی معنی روحانی دنیا میں امام کی بشاشتِ قلب کے ساتھ ہر پسند اور ناپسند حکم پر پوری کوشش کے ساتھ فرمانبرداری کرنے کے ہیں اور اس کا سبق تمام مذاہب میں ملتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اطاعت کے مضمون کو تسبیح سے مشابہت دی ہے اور فرمایا ہے کہ تسبیح کے موتیوں (Beads) کو ایک تاگے میں پرو کر دو، سروں (Two Ends) کو ایک لمبے موتی سے ملایا جاتا ہے وہ دراصل امام ہے۔ جس کی ہر موتی اطاعت کرتا ہے اور کچھ موتیوں کے

بعد قدرے ایک بڑا موتی ہوتا ہے جس کے ذریعہ امام کے ساتھ موتیوں کا تعلق مضبوط ہوتا ہے وہ قدرے بڑے موتی عہدیداران ہیں اور جس طرح تسبیح کے موتیوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح مذہبی دنیا میں ہمیں ایک امام کی اطاعت کرنی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”(خلافت) وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23/ مئی 2003ء)

اطاعت کا حکم قرآن میں بیان ہوا ہے جو آسمان سے نازل ہوا اِس ناطے اطاعت کو متاعِ آسمانی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اعلیٰ اطاعت و پیروی کر کے ہمارے لئے نمونہ قائم فرمایا اور پھر آپ کے صحابہؓ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کے اعلیٰ مقام کو پا کر امّت کے لئے مشعل راہ بنے۔ شراب کا حکم سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ ڈالے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ رسولؐ کے سامنے دھیمی آواز رکھنے کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمرؓ نے آواز دھیمی کر لی اور حضرت ثابتؓ تو گھر ہی بیٹھ گئے مبادا میری آواز اونچی نہ ہو۔ مسجد نبوی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطاب کے دوران جب فرمایا۔ بیٹھ جاؤ تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ کانوں میں حکم پڑتے ہی وہیں بیٹھ گئے اور کسی کے پوچھنے پر کہنے لگے کہ اگر ابھی میری جان نکل جائے تو کیا خدا کے سامنے اس حالت میں پیش ہوں گا کہ میرے کانوں میں آقا و مطاع محمدؐ کی آواز پڑی اور مَیں نے اطاعت نہ کی۔

سامعین! اللہ اللہ! اطاعت کا کیا اعلیٰ نمونہ تھا جو صحابہؓ میں دیکھنے میں ملا۔ آج یہی نظارہ اور اطاعت کا اعلیٰ مقام جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ خلافت خامسہ کے انتخاب پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیٹھ جانے کا ارشاد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی زبانی جب نشر ہوا تو گریسن ہال روڈ پر دوست ایک دوسرے پر گرتے پڑتے زمین پر بیٹھتے MTA کے ذریعہ دیکھے گئے کہ امام کا ارشاد ہے بیٹھ جائیں۔ یہ اس لئے تھا اور ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک جماعت ہے آئندہ تا قیامت یہ رہے گا کہ افرادِ جماعت کی گھٹی میں یہ بات شامل کر دی گئی ہے کہ امام اور امیر کی اطاعت خداوند کریم کی اطاعت ہے۔

امام کی اطاعت کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہد کی مکھی سے دی ہے جو ملکہ کی اطاعت میں ایک مقوّی اور صحت مند اور پُر لطف ذائقہ سے بھرپور غذا شہد کی صورت میں مہیا کرتی ہے جو شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ہے۔ اسی طرح امام کی اطاعت میں روحانی غذا فتوحات اور ترقیات کی صورت میں ملتی ہے۔ جس میں متّبعین کے لئے روحانی شفاء ہے۔ بس اِطاعت، اِطاعت اور اِطاعت ہمارا پہلا سبق اور طرّہ امتیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 60 میں جہاں اللہ، رسول اور (دینی و دنیاوی) حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کہ اگر تم حکام سے کسی امر میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو یعنی اللہ اور رسول کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں نیک نیتی سے فیصلہ چاہو۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ اور اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا کے الفاظ میں امّت کو اطاعت کی تلقین فرمائی۔ بلکہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے اس کا حکم اچھا لگے یا بُرا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 15)

جناب ابوالکلام آزاد نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

”قرآن و سنت کے مطابق اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچون چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اس کی زبان گویا ہو سب کے دماغ بے کار ہو جائیں صرف اس کا دماغ کار فرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ ہو صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔“

”اگر ایسا نہیں تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے جانوروں کا، ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے، مگر نہ تو جماعت ہے، نہ امت، نہ قوم، نہ اجتماع، اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاسکتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔“ (مسئلہ خلافت صفحہ 213)

ویسے تو اطاعت کا سبق ہر روز بلکہ ہر لمحہ ذہن نشین رہتا ہے مگر ماہ مئی کے مہینہ میں یہ سبق پہلے سے بڑھ کر ہم سب کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا مبارک نظام جاری ہوا اور ہر سال اس روز ہم دنیا بھر میں جلسے، اجتماعات اور دیگر پروگرامز جماعتی سطح پر بھی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی منعقد کر کے خلافت کے حصار میں رہنے، اسے پہلے سے زیادہ مضبوط کرنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد و پیمان باندھتے ہیں۔ ہجری شمسی اعتبار سے یہ مہینہ ہجرت کا مہینہ ہے۔ اس ماہ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کی روشنی میں ہم سب خلافت کے پاک سایہ تلے خلفاء کے بیان فرمودہ ارشادات و افاضات کو حرزِ جان بناتے ہوئے اپنے خالق کی طرف روحانی، اخلاقی اور دینی سفر کو جاری رکھنے کا عزم کرتے ہیں۔

اس ماہ جو ہمیں بڑے سبق ملتے ہیں ان میں ایک اہم سبق تو خلافت کے ساتھ کامل وفا اور اطاعت کا سبق ہے جس کا کسی حد تک ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ایک اور اہم سبق تنظیم یعنی اپنے آپ کو منظّم رکھنے کا ہے۔ جس کا ذکر اوپر بیان شدہ تسبیح کی مثال میں ہو چکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدّد بار صحابہؓ کو جماعت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور مختلف انداز میں مثالیں دے دے کر اس مضمون کو سمجھایا ہے۔ جیسے ریوڑ کی مثال دی کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بھیڑ کو بھیڑیا اُچک کر لے جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جو اُسے بہکا لے جائے گا جب وہ جماعت سے الگ ہوا۔ جسم کی مثال دے کر بھی سمجھایا اور ایک دفعہ مضبوط عمارت سے مثال دی کہ ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے میں پیوست ہو کر تقویت دیتا ہے۔ آپؐ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر دکھایا۔"

(بخاری کتاب الصلاۃ باب تشبیک الاصابع فی المسجد)

سامعین! دنیا میں جاری مادی اور روحانی نظام میں قدر مشترک امر "تنظیم" ہی ہے۔ سورۃ یٰس کی آیت 41 میں دنیا میں جاری نظام کے متعلق بیان ہوا ہے کہ تمام اجرام فلکی چاند، سورج، زمین اپنے اپنے مدار میں تنظیم کے ساتھ گھوم رہے ہیں اور ان میں اگر کوئی ذرّہ بھر بھی اپنے مدار سے دُور ہو تو زمین تہ و بالا ہو جاتی ہے۔ زلزلے آتے ہیں اور سونامی جیسی تباہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں تنظیم کو قائم رکھنے

کے متعلق واضح احکام قرآن کریم میں موجود ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تشریحات و توضیحات فرمائی ہیں۔ ہم ان کو جماعت، نظامِ جماعت، خلافت اور اطاعت عہدیداران کا نام دے سکتے ہیں۔ ان سب کی آپس میں کڑیاں ملتی ہیں اور ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

تمام کرّہ ارض پر صرف ایک فرقہ ایسا ہے جو جماعت کہلانے کا مستحق ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔ جس کا ایک واجب الاطاعت امام موجود ہے۔ اس کے مبارک منہ سے نکلے الفاظ پر دُنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب وخواتین لبیک یا سیّدی کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ حقیقی تنظیم، اتحاد ویگانگت اور جماعت کا نقشہ صرف جماعت احمدیہ میں ملتا ہے۔ جس میں ساری دنیا میں موجود احمدی احباب وخواتین ایک مبارک وجود کی آواز پر کھڑے ہوتے ہیں اور اسی کی آواز پر بیٹھتے ہیں۔ تنظیم چند سو یا چند لاکھ افراد کے اجتماع یا اژدہام کا نام نہیں بلکہ فکر وعمل اور سوچ وخیال وعقائد میں اشتراک اور موافقت کا نام تنظیم ہے اور یہ نعمت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ جس میں الٰہی نظام موجود ہیں۔ جیسے قضاء کا نظام ہے۔ بیت المال موجود ہے۔ غرباء، بیوگان، مستحق، یتامیٰ کی دیکھ بھال۔ مریضوں کی امداد اور طلبہ میں وظائف کا مستقل مضبوط نظام موجود ہے اور مَااَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِیۡ کے مصداق مخلص دوست تمام دنیا میں پھیلے مالی، قولی، حالی اور جانی خدمات کررہے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابل پر غیروں میں محض حسرت، افسوس، ناامیدی کا اظہار اور خلافت کی ضرورت پر زور ہے۔

نہ کیوں جان ودل سے ہوں اِس پر فدا
اِسی کے ہے دم سے ہماری بقا
خلافت کا حامی ہے پروردگار
خلافت سے اپنی ہے سب آبرو

سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے نظام کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح شہد کی مکھیاں یکجا ہو کر ایک ملکہ کی اطاعت کرتی ہیں اور پھر کھانے کے لئے لذّت سے بھرپور شہد تیار ہوتا ہے۔ جو شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ہے۔ اِسی طرح روحانی نظام میں مؤمن ایک نظام میں رہتے ہوئے ایک خلیفہ کی اطاعت

کرتے ہیں تو ترقیات، فتوحات کی صورت میں ایک غذا مؤمنین کو مہیا ہوتی ہے جو ان کے لئے تقویت کا باعث بنتی ہے۔ ہم بچپن میں ایک کہانی پڑھا کرتے تھے کہ ایک بوڑھے والد نے اپنے بچوں کے سامنے لکڑی کا گٹھار کھ کر کہا کہ اسے ہر کوئی الگ الگ سے توڑے مگر وہ تمام بھائی مل کر بھی اسے توڑ نہ سکے پھر اُسی بوڑھے نے لکڑیوں کو الگ الگ کر کے بچوں کو توڑنے کو کہا تو ان میں سے ہر ایک نے باری باری ان لکڑیوں کو توڑ ڈالا۔ پھر والد نے بچوں کو یہ نصیحت کی کہ اگر اکٹھے رہو گے تو تمہیں کوئی شخص توڑ نہ سکے گا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ لیکن اگر بکھر گئے تو پھر ہر شخص تمہیں نقصان پہنچا سکے گا۔ یہی کیفیت روحانی جماعتوں کی ہوا کرتی ہے۔ ایک مؤمن کی ذاتی اور اجتماعی تقویت خلافت سے ہی وابستہ ہے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

فردِ قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر فرد جماعت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور روحانی خاندان میں ایسا ضم ہو کہ اس کی وجہ سے جماعتی خاندان کو تقویت ملے اور جماعت کی وجہ سے اس فرد کو طاقت ملے۔ اس تقویت اور اتحاد کے اظہار کی جگہ مساجد بھی ہیں اور گزشتہ کچھ عرصہ سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مساجد کو آباد کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدے دار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں۔ لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کو ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہے..... اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 187)

پھر حضور فرماتے ہیں کہ

"نظام جماعت کی اطاعت کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پس نظام جماعت کو معمولی نہ سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اطاعت کے مضمون سے گزر کر جاتی ہیں۔ اس لئے نظامِ جماعت کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ ہر صورت میں آپ نے اطاعت کرنی ہے اور نظامِ جماعت کا احترام کرنا ہے۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جاوے تو دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ اطاعت کی، اطاعت سے عظیم انقلاب برپا ہو سکتے ہیں۔"

(پیغام جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء از ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی 2006ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبلُ اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

سامعین! آخر پر مثالی اطاعت کی ایک مثال دے کر مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو باہر سے آنے والے کچھ لوگ مسجد میں پہنچ رہے تھے۔ کچھ لوگ مسجد نبوی میں پیچھے کھڑے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جائیں۔ چنانچہ باہر سے آتے ہوئے ایک شخص کے کان میں یہ آواز پڑی تو وہ بیٹھ گیا اور پرندوں کی طرح پُھدک پُھدک کر مسجد کی طرف چلنے لگا۔ ایک اور آدمی پاس سے گزر رہا تھا اس نے جب یہ حیرت انگیز منظر دیکھا اس کو ہنسی بھی آئی ہو گی، اس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا حرکتیں کر رہے ہو۔ اس نے جواب دیا میرے کان میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پڑی ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ

گیا ہوں۔ اس نے کہا آپؐ نے تو مسجد والوں کو فرمایا ہو گا یہ تو نہیں فرمایا کہ جو راستوں میں چل رہے ہیں وہ بھی بیٹھ جائیں۔ اس نے جواب دیا میں نے یہ نہیں سنا کہ کس کو کہا تھا۔ میرے کان نے تو "بیٹھ جاؤ" کی آواز سنی ہے اور میں بیٹھ گیا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الامام یکلم الرجل فی خطبۃ)"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 4)

ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں، سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے لگتے ہیں

(اِس سے قبل یہ تقریر کچھ تبدیلی کے ساتھ "وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو" کے عنوان سے آن ایئر ہو چکی ہے)

۞۞۞۞

﴾9﴿ ﴾مشاہدات۔1233﴿

"متاعِ آسمانی"

(حرص وشوقِ مالِ فانی)

(تقریر نمبر9)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۙ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ (سورۃ التکاثر)

تمہیں غافل کر دیا ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی دوڑ نے۔ یہاں تک کہ تم نے مقبروں کی بھی زیارت کی۔ خبر دار! تم ضرور جان لوگے۔ پھر خبر دار! تم ضرور جان لوگے۔ خبر دار! اگر تم یقینی علم کی حد تک جان لو۔ تو ضرور تم جہنّم کو دیکھ لوگے۔ پھر تم ضرور اُسے آنکھوں دیکھے یقین کی طرح دیکھو گے۔ پھر اس دن تم ناز و نعم کے متعلق ضرور پوچھے جاؤ گے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے پیارے بھائیو! متاعِ آسمانی پر تقاریر کا سلسلہ جاری ہے۔ آسمانی متاع پر مختلف انداز اور حیثیتوں وجہتوں میں آٹھ تقاریر ہو چکی ہیں۔ نویں تقریر میں میری گفتگو کا رُخ حضرت مسیح موعودؑ کے اوپر پڑھے گئے شعر کے پہلے مصرع کی طرف ہے۔ جس میں آپؑ احبابِ جماعت کو بالخصوص اپنی اولاد کو (کیونکہ آپؑ نے یہ منظوم کلام اپنے تین بچوں کی آمین کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے) یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم کہاں تک حرص، لالچ، مال اور دھن کی ہوس اور اُس کا شوق و رغبت رکھو گے۔ یہ چیزیں فانی ہیں، ختم ہو جانے والی ہیں، اِن کا فنا لازم ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اِس دنیا کی عارضی دولت، جاہ و حشمت

اور مادی اشیاء ہمیں کوئی فائدہ نہیں دینے جارہیں۔ بلکہ سورۃ التکاثر میں جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں بتایا گیاہے کہ جو بھی ناز و نعمت اِس دنیا میں آپ کو ملا ہے۔ اگر تم اِس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے فخر و تکبّر کروگے تو یہ خسارے کا سودا ہے۔ تم اِن نعمتوں کے درست اور بر محل استعمال بارے لازماً آخری روز پوچھے جاؤ گے ۔ اِس سے ایک اَور بیماری "حسد" بھی جنم لیتی ہے۔ ایک کی جاہ و حشمت دیکھ کر دوسرے کے دل میں خیال آتا ہے کہ اِس طرح کی مال و دولت مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ اس مضمون کو بہت سے دانشوروں نے مختلف انداز میں اصلاحِ احوال کے لئے سمجھایا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ انسان خالی ہاتھ آیا اور باوجود بے شمار مال و متاع ہونے کے خالی ہاتھ ہی جائے گا۔ ایک معروف شاعر امجد اسلام امجد نے کہا کہ

حسابِ عمر کا اتنا سا گوشوارہ ہے
تمہیں نکال کر دیکھا تو سب خسارہ ہے

پھر تاریخ میں لکھا ہے کہ جتنا بڑا آدمی بے شک ہو۔ اُس کے اعمال اور اُن کے فوائد و منافع ہی اُس کے ساتھ جائیں گے ۔ کہتے ہیں کہ یونان کا عظیم بادشاہ سکندر اعظم جو آدھی دنیا کا فاتح تھا۔ جب فوت ہونے لگا تو اُس نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر رکھنا تا دُنیا یہ جان لے کہ اتنا بڑا بادشاہ بھی خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ ہے زندگی کا خلاصہ ۔ اِسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخاطب ہو کر بڑے درد سے اپنے پیرو کاروں کو فرمایا کہ اب وقت ہے کہ اُٹھو اور آسمان سے آنے والی متاع کو تلاش کرو۔ متاعِ آسمانی وہ خزانے ہیں جو اوّل تو فنا نہیں ہوتے جس میں وہ تمام امور شامل ہیں جن کا ذکر مَیں پہلی 7-8 تقاریر میں کر چکا ہوں۔ جن میں اللہ تعالیٰ ، رسولِ کریمؐ ، قرآن کریم، صحابہٴ رسولؐ، حضرت مسیح موعودؑ، خلافت علی منہاج النبوۃ شامل ہیں۔ پس یہ شعر ہمیں غفلت سے جگاتا ہے ۔ ہمیں اپنی ترجیحات بدلنے اور عارضی فائدے کے لئے مستقل نقصان نہ اٹھاؤ۔ پرندے بن کر آسمانوں میں پرواز کرو نہ کہ کیڑے مکوڑے کی طرح زمین پر چل کر کسی کے پاؤں کے نیچے آکر اپنی زندگی

کھو دو۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ سب سے سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے۔ لبید کا یہ کلمہ ہے اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ کہ سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 800)

سامعین! آئیں! اب دیکھیں کہ اسلام نے حرص و لالچ، مال کی ناجائز حد تک ہوس کے خلاف کیا تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 53 میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اُس کی حرص نہ کیا کرو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا اُس کی خواہش نہ کیا کرو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس کی کیا ہی پیاری تفسیر فرمائی ہے۔

"اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے جو صفتِ رحمانی سے ملتا ہے اور کچھ بدلہ میں جو صفتِ رحیمی کا عطیہ ہے۔ حُسن و جمال، رنگت، جسم، طاقت وغیرہ میں، تفاضُل میں، تفاضُل انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ پس اس میں دخل نہ دو۔ یہ دخل دینا تمنّا کہلاتا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 19)

تمنّا۔ آرزو، خواہش، لالچ اور حرص کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو دیا، نعماء سے نوازا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ بلاوجہ حرص و شوقِ مال کی تمنّا نہیں کرنا چاہیے۔ اِس آیت کے اگلے حصّہ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا کی تفسیر میں آپؓ نے فرمایا کہ

"انسان کے لئے کچھ کرنے کے کام ہیں۔ اِن کاموں میں اللہ کا فضل مانگو۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 19)

یعنی بجائے حرص و لالچ کرنے کے، بجائے حسد و بغض کرنے کے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہو۔ یہ اسلامی تعلیم ہے جس کو اپنانا چاہیے اور رواج دینا چاہیے۔ کیونکہ یہی متاعِ آسمانی ہے۔ جس متاع سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اُٹھائیں۔

انسان ہر وقت کچھ پانے کی جدّوجہد میں اگر لگا رہے ہر وقت اُس کا دھیان اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر کرنے کی دوڑ میں ہی لگا رہے تو اُس کی زندگی میں سکون کے بجائے اور پریشانیاں اور الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اِسی لیے ایک مؤمن کو قناعت کا سبق دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں، کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں بھی یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو۔ کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا سِتر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے لنگوٹ یا جانگیہ پہنا ہو گا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی! کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیا ہوتا ہے۔ اس گھوڑ سوار کو تعجّب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح پوری ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 326)

سامعین! جہاں تک ذخیرہ اندوزی اور اموال کو اکٹھا کرنے کا تعلق ہے۔ اُس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے سورۃ التکاثر میں کر دی۔ جس کی تلاوت و ترجمہ ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ تَکَاثُرُ۔ ایک دوسرے پر زیادتِ مال کی حرص کرنے کو کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ

”اِسی واسطے کہا گیا ہے کہ مَنْ شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ کہ جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ تمہارا بُت ہے یا تمہارے لیے بُت ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 450)

سورۃ التکاثر میں مال اکٹھا کرنے کے جن نقصانات کا ذکر ہے۔ اُس کی تفصیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”صحیحین میں روایت ہے کہ ابنِ آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اُس کی جوان رہ جاتی ہیں۔ ایک اُن میں سے حرصِ مال ہے۔ ابو ہریرہؓ سے یہ مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے سورۃ التکاثر پڑھی اور پھر

فرمایا۔ بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے۔ حالانکہ اس کا مال تو صرف اِتنا ہی ہے جو کھالیا۔ وہ تو فنا کر دیا اور جو پہن لیا اس کو پُرانا کر دیا اور جو خدا کی راہ میں دے دیا اس کو آگے کے لئے جمع کیا۔ اِن تین قسموں کے سوا جو کچھ اَور مال ہے وہ تو لوگوں کا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 450)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر ابنِ آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی مال کی بھری ہوئی مل جائے اور ابنِ آدم (انسان) کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔"

پھر فرمایا:

" دو بھوکے بھیڑئے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔"

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں"

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ)

سامعین! قرآن میں اِن بیماریوں کے نقصانات سے بچنے کے ذکر کے بعد ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالِ زرّین کی طرف چلتے ہیں۔

"مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ آپؐ نے فرمایا اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا، پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا۔"

(مسلم کتاب الزھد والرقائق باب الدنیا من وجنۃ الکافر 5244)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جنہوں نے سینے تک لوہے کی قمیض پہنی ہوئی ہے جس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سخی جب کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کی آہنی قمیص کا حلقہ کھل جاتا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ قمیص کھل جاتی ہے اور آخر کار وہ اس کی جکڑ سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن بخیل کو وہ قمیص جکڑتی چلی جاتی ہے اور اس طرح اس کی گرفت بڑھتی جاتی ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل سند المکثرین من الصحابہ۔ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ 7483)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔ بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے بخل، حرص اور کینہ سے بچو کیونکہ اسی عیب نے پہلوں کو برباد کیا ہے۔ اس نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اس لیے انہوں نے اپنوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اس نے ان کو بخل پر آمادہ کیا اور وہ بخیل بن گئے اس نے ان کو فسق و فجور پر آمادہ کیا اور وہ فاسق و فاجر بن گئے۔

(مسند احمد بن حنبل سند المکثرین من الصحابہ۔ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ 6837)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوازن زندگی اور میانہ روی کی بہت ترغیب دلائی ہے۔ ایک موقع پر معیشت کا ایک اصول یوں بیان فرمایا۔

اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَتِ نِصْفُ الْمَعِیْشَةِ

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 781)

کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔

پھر ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یوں نصیحت فرمائی کہ

کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ

(بخاری کتاب الرقاق)

کہ تُو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ چلتا مسافر۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق بھی مسافر کا لفظ ایک جگہ استعمال فرمایا ہے کہ مَیں تو مسافر کی طرح ہوں۔ ایک جگہ تھوڑا سا ستا کر اگلے مقام پر چل دیتا ہوں۔ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے کوئی عمل بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھ سے محبت کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور اُس سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اسکو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس در حقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے۔"

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمیں سمجھنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ہماری عبادتوں میں آڑے نہ آئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے نہ روکے۔ مال و دولت کی کمائی میں مصروفیت ہمیں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے غافل کرنے والی نہ ہو اور اسی طرح دوسرے کی دولت اور جائیداد پر حرص کی نظر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ حرص کی نظر ہی ہے جو پھر دوسروں کو نقصان پہنچانے کی سوچ بھی پیدا کرتی ہے اور دنیا میں جو فساد ہے وہ بھی اسی حرص کی وجہ سے ہے۔ بڑی بڑی طاقتیں چھوٹے ملکوں پر صرف اس لئے نظر رکھ رہی ہیں کہ یہ ہمارے زیرِ نگیں ہوں گے اور ان کی جو دولت ہے، ان کے جو قدرتی وسائل ہیں ان سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ پس جب دوسروں کی دولت پر نظر ہو تو دنیا میں یہ فساد بھی اسی لئے پیدا ہوتا ہے چاہے وہ افراد کے درمیان میں ہو یا بڑی حکومتوں کے درمیان میں ہو۔ اس لئے فرمایا تم میں قناعت پیدا ہونی چاہئے۔ دوسروں کو حرص سے نہ دیکھو۔ ہاں اپنی صلاحیتوں اور اپنے ہنر کو کام میں لاؤ۔ محنت کرو اور جب انسان

محنت کرے تو پھر دولت کمانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ مال اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے میں بھی روک نہ بنے۔"

(5 مئی 2017ء)

ہمارے پیارے امام ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:65)۔ یعنی اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشا کے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔ فرمایا کہ مومنوں کو چاہئے کہ اس دنیا کی زندگی اور اس کی چکا چوند ہی اپنی زندگی کا مقصد نہ سمجھ لیں۔ یہ تو کافروں کا کام ہے کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ اصل مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ نہ کہ دنیا کے پیچھے دوڑنا۔ اور جب تک انسان میں قناعت پیدا نہ ہو، سادگی پیدا نہ ہو وہ ہمیشہ مالی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ اگر قناعت ہو گی تو اس کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہو گی کہ فلاں کے پاس کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس بات پر عمل کرے گا کہ نیکیوں میں اپنے سے بہتر کو دیکھو اور رشک کرو اور پھر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور ہمیشہ یہ سامنے رہے گا کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے لئے چاہتا ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کر کے اس کا قرب حاصل کریں۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں بھی یہی کہا کہ کاش تم جانتے کہ دنیا کی طرف بڑھ کر کس تباہی کی طرف تم جا رہے ہو۔ دنیا کی سہولیات اور چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ضرور اٹھانا چاہئے۔ لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے غلط راستے اپنانا، جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر قناعت نہ کرنا اور دوسرے سے حسد کرنا، اپنی زندگی کو سادہ بنا کر اپنے اخراجات کو کنٹرول کر کے دین کی ضروریات کے لئے قربانی نہ دینا برائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال برائی نہیں ہے بلکہ وہ سوچ جس کے تحت بعض ایسے کام کئے جاتے ہیں وہ بُرائی ہے اور ہر احمدی کو بہر حال اس سے بچنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23/ اپریل 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

﴿10﴾ ﴿مشاہدات۔1234﴾

”متاعِ آسمانی“

(تربیتِ اولاد)

(تقریر نمبر10)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (الانفال:29)

اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں اور یہ (بھی) کہ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا اَجر ہے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اٹھو ڈھونڈو! متاعِ فانی

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک طویل منظوم کلام بعنوان ”مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد اور مبارکہ بیگم کی آمین پر“ ارشاد فرمائے۔ اِس شعر پر میری یہ دسویں تقریر ہے۔ جس کو خاکسار نے ”تربیتِ اولاد“ کا عنوان دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضور علیہ السلام نے اِس نظم میں جہاں اپنی موعود اولاد کا ذکر فرمایا ہے وہاں اِن پر ہونے والے نعماء کا ذکر فرمایا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد کے لئے اس کا شکر ادا کیا ہے۔ ہم سب احبابِ جماعت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں علم ہو کہ یہ وہ گُر ہیں جن کو بروئے کار لا کر ہم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکتے ہیں۔ تربیتِ اولاد کے عمیق اور ضروری مضمون میں داخل ہونے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضورؑ کے اس منظوم کلام کا اختصار سے احاطہ کریں۔ حضورؑ نے اپنی تمام اولاد کو اللہ تعالیٰ کا احسان قرار دیا اور ان کو بہت دعائیں دی ہیں جو ہماری مادری

زبان ہونے کی وجہ سے دل سے نکلتی ہیں اور تیر کی طرح نشانے پر لگتی ہیں۔ اس لئے اپنی اولاد کے حق میں انہیں دہراتے رہنا چاہیے جیسے فرماتے ہیں۔

بَنا اِن کو نیکوکار و خِردمند
کرم سے اِن پہ کر راہِ بدی بند
ہدایت کر اِنہیں میرے خداوند
کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پَند
وہ دے مجھ کو جو اِس دل میں بھرا ہے
زبان چلتی نہیں شرم وحیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر ایک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اِن کو جو مجھ کو دیا ہے

پھر اولاد کے لئے تقویٰ کی دعا کرتے ہوئے انہیں تقویٰ کی نصیحت کی اور اپنی پنجتن اولاد کو دولت اور بہار قرار دے کر فرمایا۔

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
بہار آئی ہے اِس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

سامعین! اِن دو اشعار میں اپنی اولاد کو دولت اور بہار قرار دے کر اِسے اپنا باغیچہ قرار دے کر کہا کہ یہ اولاد پھول ہیں جو میرے باغ کا حصہ ہیں جن کی وجہ سے میرا بوستان خوبصورت ہو گیا ہے۔ حضورؑ نے اولاد

کو دولت قرار دے کر تربیتِ اولاد کا ایک اہم گُر سمجھایا ہے کہ جس طرح مادی دولت اور اپنی جمع پونجی کی قدر کی جاتی ہے۔ اُس کی حفاظت کی جاتی ہے ویسے ہی بلکہ اِس سے کہیں بڑھ کر اپنی اولاد کو روحانی دولت سمجھ کر اِس کی حفاظت کریں۔ اِس کی دیکھ بھال کریں۔ کہیں شیطان اُچک کر نہ لے جائے۔ اِس کی ویسے ہی حفاظت کریں جیسے بینک بیلنس کی کی جاتی ہے۔ جو مستقبل میں کام آتا ہے۔ اس پورے کلام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال مہارت سے اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اور اپنی اولاد کے اوپر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حوالے سے چسپاں کیا ہے۔ اِس سے ایک تو حضورؑ کی اپنے خالقِ حقیقی سے پیار و محبت عیاں ہوتا ہے اور دوسرا آپؑ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے منقّش کرنا چاہتے تھے۔ قرآنی حکم صِبْغَۃَ اللّٰہِ کے تحت صفاتِ باری تعالیٰ کو اولاد کے دل میں اُتارنا چاہتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
تری رحمت عجب ہے اے میرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار

اِن دو اشعار میں اپنا سارا انحصار اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے فضل پر رکھا ہے۔ رحمتِ الٰہی کو گھر کا شہتیر قرار دیا ہے۔ شہتیر وہ مضبوط اور تن آور لکڑی ہوتی ہے۔ جو پُرانے وقتوں میں یا آج کل پہاڑی علاقوں میں جہاں لکڑی کی بہتات ہو مکان کے اوپر چھت ڈالنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ آج کل اِس کی جگہ لوہے کے Beam نے لے لی ہے۔ حضورؑ نے اپنے گھر کو رحمتِ الٰہی کا شہتیر قرار دے کر بچوں کو یہ سمجھایا ہے کہ ہمارے گھر کا انحصار اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہے اور فضلِ الٰہی کو گھر کا گلزار قرار دے کر سمجھایا کہ ہم پر جو افضال اللہ تعالیٰ کے نازل ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ پھولوں کا ایک باغیچہ ہے جو جسمانی صحت کے لئے روح افزاء ہے۔ شاید اِسی کثرت اور تکرار کے ساتھ رحمتِ الٰہی اور فضلِ خداوندی کے ذکر کی وجہ سے آپ کے موعود بیٹے حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی تحریرات اور خطوط پر ”خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھو النّاصر“ لکھنا شروع کیا۔ حضورؑ نے فضل اور رحم کے الفاظ کو بار بار

اس نظم میں استعمال فرمایا ہے جیسے ”ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات“۔ ”ترحّم سے مری سُن لی ہر اک بات“ اور ”ہوا مَیں تیرے فضلوں کا منادی“۔ وغیرہ

پھر حضورؑ نے اپنے بچوں کو یہ سمجھایا ہے کہ میرے مخالفین نے مجھے تباہ و برباد کرنے میں کون کون سا دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا مگر میرے خدا نے مجھے سہارا دیئے رکھا اور میری حفاظت فرمائی۔ مجھے ترقیات دیتا رہا۔ یہ محض اُس تعلق کی وجہ سے ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ سے ہے جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا مجھے اُس یار سے پیوند جان ہے۔ شاید یہی وجہ ہے حضورؑ نے اپنے منظوم کلام میں بار بار ”فسبحان الذی اخزی الاعادی“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور لکھا کہ

مری اُس نے ہر اک عزّت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی
سعادت دی، ارادت دی، وفا دی

حضورؑ بار بار اپنے اللہ کے احسانات کو گنوا کر شکرِ خداوندی کی طرف اپنے آپ کو دعوت دے رہے ہیں اور اولاد کو متوجہ فرماتے ہیں۔ آپؑ لکھتے ہیں کہ

بیان اُس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اِک دریا رواں ہے
تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شُمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

تاریخِ احمدیت نے ایک واقعہ یوں محفوظ کیا ہے کہ ایک دفعہ آپؑ کے بچوں میں بحث جاری تھی کہ دولت اچھی ہے یا علم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لطیف بحث کو سُن کر اپنے بچوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹو! نہ علم اچھا ہے نہ دولت اچھی ہے۔ اللہ کا فضل اچھا ہے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس منظوم کلام میں بہت سے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ جو سب ایک تقریر میں بیان کرنے مشکل ہیں تاہم یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام نصائح اور امور متاعِ آسانی میں شامل ہیں۔ منظوم کلام کے آخر پر جو سبق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بچوں اور جماعت کی روحانی اولاد کو دینا چاہ رہے ہیں وہ اگر بیان نہ کروں تو میرا یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میرے پر ایمان لانا اور اخلاص سے اطاعت کرنا حقیقت میں صحابہ رسولؐ سے اُن کے اخلاص سے ملنا ہے۔ یعنی آپؑ پر ایمان اِس قدر اہمیت و فضیلت اور برکت کا حامل ہے کہ وہ ایمان لانے والوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ملا دیتا ہے۔ جس کا ذکر قرآنی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس نظم کے آخر میں یوں ذکر فرمایا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اِن اشعار میں تربیتِ اولاد کا ایک اہم پہلو بیان ہوا ہے کہ اپنے آپ کو صحابہؓ جیسے اچھے افعال سے مزیّن کر کے اپنی اولاد کے لئے نمونہ بنیں اور اولاد کو بھی صحابہؓ جیسے مقام پر پہنچانے کے لئے سعی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو پنجتن اولاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بطنِ سیدہ سے عطا کی۔ وہ موعود اولاد تھی اور بہت سی خوبیوں اور اوصاف کی حامل تھی۔ اِن میں ایک کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کا درجہ دیا۔ آپ خلیفہ ثانی بنے۔ ہم سب کو آپ کے نمونہ پر چلتے ہوئے چھوٹا مصلح موعود بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ خلافت کے ذریعہ وحدتِ قومی بنائے جانے کے متعلق فرماتے ہیں:

"دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے، گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گُنے زیادہ ہیں، لیکن یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی، پھر دنیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے، اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی، اس طرح کہ پھر اس کی جڑوں کا ہلانا انسان کے لئے ناممکن ہو جائے گا... مَیں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا، ترقی کرے گا، پھیلے گا اور پھلے گا اور وہ روحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں، جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی اور بے تاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دوڑیں گی، تب اس دنیا کے فساد دور ہو جائیں گے۔ اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی اور دنیا کی یہ تبدیلی فساد اور بدامنی کے دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہو گی اور یہی ایک ذرعہ ہے جس سے دنیا کا فساد اور بدامنی دور کی جاسکتی ہے، اس کے سوا سب کوششیں بیکار ہو جائیں۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، صفحہ 324)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نسل اور خاندان کے پھلنے اور پھولنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور مَیں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی

کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی، اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے، ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذرّیت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تابروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 125-126)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِس دنیا کی اصلاح کے لیے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعود کی صفات سے آراستہ ہوں جو اُن تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعود کو عطا کیے گئے تھے پس جب مَیں کہتا ہوں کہ آپ مصلح موعود بنیں اور آپ کے بڑے بھی مصلح موعود بنیں تو ہرگز یہ نہیں کہتا کہ بلند مراتب کی تمنا کریں بلکہ مَیں یہ کہتا ہوں کہ ان صفات کی اپنے ربّ سے بھیک مانگیں جو صفات آج کے زمانہ کے انسان کے احیاءِ نو کے لیے ضروری ہیں۔"

(خطاب حضور رحمہ اللہ 23 فروری 1986ء بحوالہ ماہنامہ خالد فروری 1991ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ کے کام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کی شوکت اَور روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اصل میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور دائمی مرتبے کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہو گی جب ہم میں بھی اُس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں تبلیغِ اسلام اور اصلاح کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا تھا۔ پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍ فروری 2011ء)

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)

✡✡✡✡